رسالۂ

ظہور مہدی

در جواب

ماہنامہ ہائے تجلی دیوبند

نومبر و جنوری سنہ ۶۴ و ۱۹۶۵ء

(از)

مولانا محمد عبدالحکیم صاحب ندبیر مہدوی حیدرآبادی (آندھرا پردیش)

منشی فاضل و مولوی عالم - رکن مجلس علمائے مہدویہ ہند

(ناشر)

محمد مہتاب سلیم

بی کام عثمانیہ و متعلم ایم اے

باہتمام :- کارکنانِ مدرسۂ شمسیہ حیدرآباد

نقل اعتراضات مندرجہ ماہنامہ تجلی دیوبند بابتہ ماہ نومبر ۱۹۶۴ء

جونپوری مہدی۔ سوال :- از حیدرآباد۔

میں جس مقام پر رہتا ہوں یہاں مہدی مکتبۂ فکر یعنی مہدی برادری کے لوگ رہتے ہیں جو سید محمد جونپوری کو مہدی موعود علیہ السلام آخر الزماں مانتے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ ان کو مہدی آخر الزمان نہ ماننے والا کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں نماز ہوتی ہی نہیں۔ وہ ان کی صداقت کو بتاتے ہوئے حدیث پیش کرتے ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں

(۱) حضرت **محمد مصطفےٰ** صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنے والی اُمت کے لئے پیشین گوئی کی تھی کہ اے میری امت! جس وقت مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اس وقت تم کو بڑے بڑے برفیلے پہاڑ پر سے کیوں نہ گذرنا پڑے سب کچھ برداشت کرتے ہوئے بیعت کرنے میں عجلت کرو اور فوراً بیعت کر لو یہ میرا حکم ہے۔

(۲) دوسری روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اُمت بھلا کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں میں ہوں اور جس کے آخر میں عیسٰی ابن مریم اور درمیان میں میری آل سے مہدی موعود علیہ السلام آخر الزماں ہوں گے۔

(۳) تیسری حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے پوچھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مہدی موعود کب آئیں گے اور ان کی کیا نشانیاں ہیں ارشاد نبوی ہوتا ہے

مہدی میری امت میں بنی ہاشم سے ہوگا اور بندہ کا ہم نام ہوگا والد اور والدہ کے نام میں مطابقت ہوگی اور وہ میرے نقشہ قدم پر چلے گا کوئی خطا نہیں کرے گا صحابیوں نے کہا یا رسول اللہ آپ دوبارہ تشریف لائیں گے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے خاموش ہوگئے۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی وہ ذات مبارک جو ذات نبوت سے اپنا روپ بدل کر ذات ولایت میں نمودار ہوتی ہے مہدی آخرالزماں کی زیارت جسد قبر مبارک میں مدفون ہیں مساوی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکہ روپ دو ہیں اور روح ایک ہے یہ خاتم الاولیاء ہیں۔

انھوں نے حوالہ تو نہیں بتایا آپ کا جواب دلائل اور کتاب و سنت سے دیکر راہ حق کی رہنمائی فرمائیں۔

الجواب:۔ اس سے قطع نظر کہ مہدی موعود کے بارے میں جو روایات کتب حدیث میں ملتی ہیں ان کا منشاء اور مصداق کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جناب سید محمد جونپوری میں آخر کونسا سرخاب کا پر ہے جو انھیں ہی مہدی موعود مانا جائے ہمارے دیوبند میں بھی متعدد سادات موجود ہیں ان میں سے کسی کو کیوں نہ مہدی تسلیم کر لیا جائے۔

دیوبند کے علاوہ اور بھی شہروں میں سادات مل جائیں گے۔ اصل سادات کے سوا نقلی سادات بھی بیشمار ہیں سید ہونا ہی اگر دعوٰئ مہدویت کے لئے کافی ہو تو بڑی آسانی سے ایک ہزار ایک سو ایک مہدی ہندوستان جنت نشان میں پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ رہی والد اور والدہ کے نام میں مطابقت تو یہ بھی کوئی مشکل نہیں ہے نام رکھنا تو ہر شخص کے اختیار میں ہے اسکے ہم نام آپ اگلی نسل میں جتنے مہدی ظہور میں لا سکتے ہیں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا

ومن سیئات اعمالنا فمن یہدی اللہ فلا مُضِلّ لہ ومن یُضلِلْہ فلا ھادی لہ۔

بھائی ہم سے تو آپ کوئی ڈھنگ کی بات پوچھیے۔ خاتم الرسل صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی ایسی ہستی پیدا نہیں ہونی ہے جس پر ایمان لانے کا سوال پیدا ہو۔ ایسا ہر شخص جو یہ دعویٰ لے کر اٹھے کہ مجھے مانو ورنہ کافر ہوگے ایسے کتے کی مانند ہے جو ریل گاڑی دیکھ کر بھونکتا ہے اور جو لوگ اس مدعی کے بھرے میں آجائیں انکی باتیں گیدڑوں کے اس شور و غوغا کی مانند ہیں جیسے آپ جاڑوں کی راتوں میں سنتے ہیں۔ انھیں غل مچانے دیجئے آپ ان سے کوئی واسطہ نہ رکھئے اسلام مغلوب اور اقتدار اسلام مفقود ہے اسلئے ہر شخص فرعون بے سامان بنا ہوا ہے اور قرآن و حدیث کو خواہشات کا کھلونا بنا لینے کا مشغلہ عام طور پر جاری ہے اس کا علاج دلیل و منطق سے نہیں صرف دُرّہ فاروقی سے ممکن تھا۔ اب یہ دُرّہ نہیں تو صبر کے سوا چارہ نہیں۔

نقل اعتراضات مندرجہ ماہنامہ تجلی بابتہ جنوری ۱۹۶۵ء

"جونپوری مہدی": — کسی ہنگامی مسئلہ پر دو چار سو خط آجانا ہمارے لئے کوئی نئی اور غیر معمولی بات نہیں لیکن یہ بات یقیناً غیر معمولی اور خلاف توقع ہے کہ گذشتہ چند ہفتوں سے ہمارے پاس ایک ایسے مسئلہ پر خطوں کی بھرمار ہو رہی ہے جس کی اہمیت ہماری نظر میں کچھ بھی نہیں تھی۔

جانتے ہیں آپ کونسا مسئلہ؟

جونپور کے "مہدی موعود" کا مسئلہ! — ابھی نومبر کے تجلی میں ہم نے "جونپوری مہدی" کے عنوان سے ایک سوال کا جواب دیا تھا۔ سوال چونکہ متانت اور علمی ثقاہت سے خالی تھا اس لئے جواب بھی ہمارے قلم سے ایسا ہی نکلا جسے محاورۃً چلتا ہوا کہہ سکتے ہیں۔

البتہ ایک دلچسپ غلط فہمی کی وجہ سے جواب میں بعض الفاظ ذرا ترش اور خاردار آگئے۔ سوال — جیسا کہ بعد میں معلوم ہوا اُس مہدوی برادری کے بارے میں تھا جو اب سے تقریباً پانچسو سال قبل کے ایک بزرگ حضرت سید محمد جونپوری رحمۃ اللہ علیہ پر "ایمان" رکھتی ہے لیکن ہمارا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہوا بلکہ ہم نے — خدا جانے کیوں یہ گمان کر لیا کہ حال ہی میں کسی مسخرے نے جونپور میں دعوۂ مہدیت فرمایا اور دنیا کے ہر کھیل تماشے کی طرح اس کے گرد بھی کچھ لوگ جمع ہو گئے ہیں اور اسی کے سلسلہ میں ہم سے سوال کیا جا رہا ہے۔

اگر ہمیں ذرا بھی احساس ہو جاتا کہ تذکرہ پانچ صدی قبل کے اُس معروف

بزرگ کا ہے جس کی عزیمت، جذبۂ جہاد، خدا پرستی، حق کوشی اور صالحیت تاریخ کی ایک جانی پہچانی صداقت ہے تو یقینی بات تھی کہ ہمارے جواب کا انداز کچھ اور ہی ہوتا۔ نہ صرف انداز کچھ اور ہوتا بلکہ ہم اپنی عادت کے مطابق تفصیل سے بتاتے کہ حضرت سید محمد جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دعوۂ مہدیت کا انتساب دو ٹوک بات نہیں ہے بلکہ سراپا غلط نہیں تو مبالغہ آمیز ضرور ہے اور اگر یہ اصرار ہو کہ واقعۃً انھوں نے ایسا دعویٰ کیا تھا اور آخر دم تک اس دعوے پر قائم رہے تو پھر ہمارا تبصرہ یہ ہوگا کہ اس دعوے کی بنیاد یا تو اس حالت جذب و سکر پر رہی ہوگی جو بعض مغلوب الحال اہل اللہ کی خصوصیت رہی ہے یا پھر ایک اجتہادی غلطی تھی جسے غلطی تو ضرور کہیں گے مگر گمراہی، بے دینی نہ کہہ سکیں گے کیونکہ جو احوال شیخ موصوف کے تاریخ نے ہم تک پہنچائے ہیں وہ بلاشبہ ایسے ہیں کہ موصوف کی ذات بالا صفات حسن ظن اور حسن تاویل کی مستحق قرار پاتی ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص کی ساری زندگی تو صاف طور پر حق پرستی اور تقویٰ کے محور پر گردش کر رہی ہو۔ مگر جب اس سے از راہ بشریت کوئی اجتہادی غلطی ہو جائے تو ہم اسے نفسانیت اور ذہنی گمراہی سے جوڑ دیں۔

اب اپنے دماغ کے اس حیرت ناک تعطل کو ہم کیا کہیں جو ادراک ہی نہ کر سکا کہ مہدی جونپور کے تذکرے سے وہی لوگ مراد ہیں جو از راہ سادہ لوحی اسی تاریخی شخصیت کو مہدی موعود تصور کرتے ہیں۔ اگر ادراک ہو جاتا اور سوال کو ہم کسی تازہ بتازہ مذاق کا شاخسانہ نہ سمجھتے تو قدرتی طور پر ہمارے جواب کا لب و لہجہ زیادہ متین، زیادہ محتاط اور زیادہ شگفتہ ہوتا۔ مہدوی حضرات کو ہمارے جو الفاظ سب سے زیادہ کھلے ہیں وہ یہ ہیں —

"ایسا ہر شخص جو یہ دعویٰ لے کر اٹھے مانو ورنہ کافر ہو جاؤ گے اُس کتے کی مانند ہے جو ریل گاڑی کو دیکھ کر بھونکتا ہے"۔

ان الفاظ میں جو عقیدہ و خیال بیان کیا گیا ہے وہ تو کل بھی درست تھا اور آج بھی درست ہے لیکن خود الفاظ اتنے کھردرے اور نکیلے ضرور ہیں کہ مہدوی مکتبہ فکر کو گراں گزرنے ہی چاہئیں بلکہ خود ہمیں بھی اس وقت گراں گذر رہے ہیں جب یہ معلوم ہوا ہے کہ موضوع گفتگو کا سرا کس پاکباز ہستی سے ملا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرے وہ خوب جانتا ہے کہ کس نے کب کیا بات کس نیت سے کہی یا لکھی ہے۔

حیرت اس پر ہوئی کہ بعض جلسوں کی موصولہ قراردادوں کی روشنی میں مہدوی حضرات کی تعداد اسّی لاکھ معلوم ہوتی ہے یا للعجب! مسرت اس پر ہوئی کہ یہ فرقہ مردہ اور بے حس نہیں ہے۔ یہ زندگی اور بیداری ہی کی علامت تو ہے کہ اپنے پیشوا کے بارے میں توہین کا احساس ہوا تو ٹھنڈی آہیں بھر کر نہیں بیٹھ رہے بلکہ جلسے کئے قراردادیں منظور کیں اور چھپوائیں وزیر داخلہ کو تار دئیے اور مدیر تجلی پر مسلسل خطوں کی باڑھ ماری غالباً رجسٹرڈ ملفوف کی تعداد بھی پچاس سے کم نہ ہوگی۔ غیر رجسٹرڈ کی تو کوئی گنتی ہی نہیں۔

استعجاب اس پر ہوا کہ تجلی کو مہدوی حضرات بھی کافی پڑھتے ہیں۔ رنج و ملال اس پر ہوا کہ موصول شدہ خطوں کی غالب تعداد بڑی گھٹیا ہے۔ عموماً تو مغلظ گالیاں دی گئی ہیں۔ اوسط درجے کی دشنام طرازی سے تو شاید دس فیصدی خط بھی خالی نہ ہوں۔ بددعائیں اور دھمکیاں بھی ہیں۔ خنکہ یہ آرزو بھی بعض خطوط میں کروٹیں لے رہی ہے کہ مدیر تجلی کہیں مل جائے تو بوٹی بوٹی کاٹ کر چیل کوؤں کو کھلائیں یہ اسوہ اور کیرکٹر ایسے لوگوں کا تو نہ ہونا چاہئے جو تاریخ کی اس عظیم شخصیت سے

اپنے کو منسوب کرتے ہوں جس نے اپنی ساری متاع حیات اللہ کے دین کو زندہ اور قائم کرنے کی جدوجہد میں لگا دی تھی گالیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دی گئی ہیں۔ ان کے غلام ابن غلام عامر عثمانی کو بھی دے لو تو غلام زادے کا کیا بگڑے۔ مقدمے اور قتل کی دھمکیاں اس خاک بسر کو کیا ضرر پہنچائیں گی۔ جس نے پہلے دن سے اپنے جسم و جاں کو حق گوئی دکان پر گروی رکھ دیا ہو۔ البتہ خود گالیاں اور دھمکیاں دینے والوں کی پستی کردار اور تاریکی ذہن لائق افسوس ہے جس سے اسلامی شائستگی پر حرف آتا ہے اور انگھوٹین کا ثبوت ملتا ہے

کمال تو یہ ہے کہ بعض لکھنے والے بی اے اور ایم اے بھی ہیں۔ وکالت کی ڈگری سے بھی سرفراز ہیں مگر انداز گفتگو خدا کی پناہ! ۔ بعض کرم فرماؤں نے باب مناظرہ بھی کھولنا چاہا ہے۔ اگر ان کا طرز گفتگو علمی ہوتا تو ہم ضرور سامنا کرتے چند خطوں کے مختصر جوابات ہم نے ڈاک سے دیتے بھی ہیں لیکن بالعموم ان کا طرز گفتگو اپنے معنوی مضمرات اور نہج و استدلال سمیت اس سطح کا ہے جو کج فکر اور بد دماغ بدعتیوں کی خصوصیت ہے لہٰذا ہم باب مناظرہ کھولنے کے عوض صرف اتنا کہیں گے کہ پانچ سو سال قبل والے سید محمد رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی اور صالحیت پر تو ہم بھی بہ دل سے یقین رکھتے ہیں اور اگر ہمیں گمان گذر جاتا کہ سائل نے تذکرہ اسی معظم ہستی کا کیا ہے تو جواب ہم کسی اور ہی انداز میں دیتے لیکن جو جواب بحالت موجودہ ہم نے دیا ہے وہ بھی اپنی معنوی صداقت اور اعتقادی حیثیت سے آج بھی ایسا ہی درست ہے جیسا کل تھا آج بھی، ہم صاف لفظوں میں بہ بانگ دہل کہتے ہیں کہ جو شخص خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے آج تک کی کسی بھی ہستی کے بارے میں یہ دعویٰ لیکر اٹھتا ہے کہ اسے "مامور من اللہ" مانو ورنہ کافر قرار پاؤ گے وہ یا تو نشے میں

میں ہے۔ یا شیطان گزیدہ، یا فاطر العقل ہے۔

مارے غصے کے دشنام طرازی پر اتر آنے والوں اور مقدمے وغیرہ کی دھمکیاں دینے والوں کو سر کے بل نہیں بلکہ پیروں کے بل کھڑے ہو کر غور تو کرنا چاہیے کہ قصور ان کا زیادہ ہے یا ہمارا۔ ظلم انھوں نے کیا ہے یا ہم نے۔ اگر ہم مان لیں کہ مہدوی فرقہ کی تعداد واقعی اسّی لاکھ ہے تو پھر بھی دنیا کے کروڑوں مسلمان وہ رہ جاتے ہیں جو حضرت سید محمد جونپوری کو مامور من اللہ یعنی مہدی موعود نہیں مانتے۔ سائل کہتا ہے کہ مہدوی حضرات ان نہ ماننے والوں کو ہرگز کافر قرار دیتے ہیں۔ تو بتایا جائے "کافر" سے بڑی بھی کوئی گالی مسلمان کے حق میں ہو سکتی ہے۔ ماں بہن کی باپ دادوں کی ساری گالیاں ایک پلڑے میں رکھ دو اور "کافر" دوسرے پلڑے میں مسلمان کے حق میں دوسرا ہی پلڑہ بھاری نظر آئے گا۔ پھر ہمارے لب و لہجہ کی ترشی کا ہدف تو زیادہ سے زیادہ اسّی لاکھ مہدوی بن سکتے ہیں۔ مگر سائل کی تصریح کے مطابق مہدوی حضرات کا اعلان تکفیر تو ساری دنیا کے مسلمانوں کو نشانہ بناتا ہے۔ کسی عقل والے سے پوچھ دیکھو ایک فرد کو کسی صریح البطلان دعوے کے تعلق سے کٹنے کا مثیل قرار دے دینا ساری دنیا کے کروڑ مسلمانوں کو جہنمی قرار دے دینے کے مقابلے میں ایسا ہی ہے جیسے اٹیم بم داغ دینے کے مقابلہ میں چھرے دار بندوق کا گھوڑا دبانا۔ ہم نے گولہ باری کے مقابلہ میں فقط انگلی چھوائی ہے اور مہدوی دوستوں کی نزاکت طبع اسی پر زمین تا آسمان ایک کر دینا چاہتی ہے بمقدار ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمانوں کو اسّی لاکھ مہدویوں پر دائر کرنا چاہئے۔ یہ الٹی گنگا کیسی کہ مقدمہ کیا جائے عامر عثمانی پر جس بیچارے نے صرف دفاع کیا ہے حملہ نہیں۔ اصول و عقیدہ بیان کیا ہے کسی مسلمان کو کافر نہیں بنایا کسی بزرگ کا نام لے کر گالیاں نہیں دیں۔

ہو سکتا ہے کوئی من چلا مقدمے کی دھمکی کو جامۂ عمل پہنا ہی دے ہم بڑے

شوق سے عدالتی سمن کے منتظر ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ قانون کی وہ کتاب کونسی ہے جس میں وہ لوگ تو مظلوم ٹھیرائے گئے ہوں جو کروڑوں مسلمانوں کو دنیا کی سب سے بڑی گالی دینے میں بالکل آزاد ہوں اور وہ عامر عثمانی ظالم قرار پائے جس نے پلٹ کر گالی نہیں دی صرف آتنا کہا کہ یہ لوگ گیدڑ ہیں جو لایعنی شور و غوغا مچا رہے ہیں اور جو شخص بھی اپنے نہ ماننے والوں کو آخری گالی دیتا ہے اس کی آواز کتے کی آواز کی طرح ہے جس پر سنجیدہ التفات ممکن نہیں۔

بعض حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ سائل نے مہدوی حضرات کا عقیدہ صحیح بیان نہیں کیا۔ سب مہدوی ایسا نہیں مانتے کہ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مہدیت کا منکر کافر ہے یہ اگر درست ہے تو ظاہر ہے کہ ہمارے جواب سے انھیں کوئی تعلق ہی نہیں ہم نے تو سائل کے بیان کردہ عقیدے ہی پر گفتگو کی ہے۔ یہ عقیدہ جس کا بھی ہو وہی ہمارا ہدف ہے۔ جس کا نہ ہو وہ چین سے سوئے۔ سید محمد جونپوری کو ہم صاحب زہد و ورع بھی تصور کرتے ہیں۔ تاریخ میں ایسے بہتیرے علماء کا ذکر ہے جنھوں نے حضرت موصوف اور ان کے پیرووں پر کفر کا فتویٰ عاید کیا۔ ان تک کو قصوروار نہیں کہا جا سکتا۔ انھیں اطلاع یہی ملی تھی کہ حضرت سید محمد مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس پر انھوں نے فتویٰ صادر کیا۔ اگر اطلاع غلط تھی تو مفتیوں کی نیت پر حرف نہیں آتا۔ روایت غلط ہو سکتی ہے

لطیفہ:۔ بعض مہدوی کرم فرماؤں نے حضرت جونپوریؒ سے متعلق کچھ کتابچے بھی ارسال فرمائے ہیں۔ ان کا شکریہ۔ کتابچے اپنے چہرے مہرے ہی کے اعتبار سے ایسے نظر آئے کہ کوئی بھی نفسیات کا طالب علم ان کو دیکھ کر بلا تکلف اندازہ لگا سکتا ہے کہ ذوق مزاج شائستگی اور سلیقے وغیرہ میں ان کے چھاپنے والے کتنے پس ماندہ ہیں۔ اندر جو کچھ تھا

وہ بھی ایسا ہی تھا کہ تبصرے سے خموشی بہتر۔

ایک نمونہ:۔ "آپ کی پیدائش کے وقت ایک غیبی آواز سنی گئی جو کہہ رہی تھی جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ......"

بتائیے جس فرقے کے عقائد ایسے عجائبات پر استوار ہوں اس سے علم وعقل کے کن زاویوں سے گفتگو کی جائے۔

ایک کتابچے میں بعض لوگوں کی وہ تحریریں جمع کی گئی ہیں جو حضرت جونپوری کی تعریف پر مشتمل ہیں۔ ان میں مولانا آزاد بھی ہیں۔

اتفاق سے مولانا آزاد کی "تذکرہ" نامی کتاب ہمارے پاس بھی تھی جس کے حوالے سے ساڑھے تین صفحات اس کتابچے میں نقل کئے گئے ہیں۔ مقابلہ کرکے جو دیکھا تو یہ نقل ایسی عجیب کاریگری کا نمونہ ثابت ہوئی کہ اگر مولانا آزاد کی روح نے بارگاہ الٰہی میں مقدمہ داغ دیا تو اس کتابچے کے مرتب اور ناشر کو بڑی مصیبت کا سامنا کرنا ہوگا۔

مولانا آزاد کی عبارت نقل کرتے کرتے کسی ایسی علامت کے بغیر جو اس پر دلالت کرتی ہو کہ ان کی عبارت ختم ہوگئی تحریر کیا جاتا ہے۔

"اکثر اہل اللہ اور علماء حق کی نسبت منقول ہے کہ سید محمد جونپوری اور ان کی جماعت سے حسن ظن رکھتے تھے یا اقلاً ان کے بارے میں توقف وسکوت کو کام میں لاتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کا قول شاہ عبدالعزیز صاحب نے ایک مکتوب میں نقل کیا ہے کہ سید محمد عالم حق اور واصل باللہ تھے۔"

اب "تذکرہ" کے متعلق صفحات میں سر مارا کیجئے یہ "نقل" آپ کو قیامت

تک نہیں ملے گی۔ پھر کہاں سے اکھیڑ کر پیوندکاری کی گئی ہے یہ کچھ پتا نہیں۔

اس سے بھی بڑھ کر لطیفہ دیکھئے جو بددیانتی کی شاندار مثال ہے۔ اس مولانا آزاد کی نقل میں درمیان کی عبارتیں حذف کرکے شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی ایک عبارت نقل کی جاتی ہے۔ وہ عبارت فارسی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:۔

"سید محمد جونپوری کے نزدیک تمام وہ کمالات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے خود سید محمد میں پورے موجود تھے۔ فرق اتنا ہے کہ رسول اللہ کو تو یہ کمالات براہ راست خدا سے عطا ہوئے اور مجھے (سید محمد جونپوری کو) بالواسطہ یہ واسطہ اس درجہ کا ہے کہ اب میرے کمالات میں اور رسول اللہ کے کمالات میں شمہ برابر فرق نہیں۔"

اس کتابچے کو پڑھنے والے سادہ لوحوں کو اول تو یہ دھوکا دیا گیا کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی جیسا عالم بزرگ سید محمد جونپوری کے بارے میں ایسا خوش عقیدہ ہے۔ چنانچہ اس کے متصل بعد مولانا آزاد کی یہ عبارت کسی اور جگہ سے لاکر ٹانک دی گئی کہ:۔

"علمائے حق کا یہ حال تھا مگر علمائے دین نے اس جماعت کے استیصال پر کمر باندھی اور سید محمد کی نسبت مہدویت وغیرہ کو بنیاد تکفیر قرار دیا۔"

گویا سید محمد کی یہ تعریف شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے عالم حق ہونے کی دلیل تھی۔

دوسرا دھوکا یہ دیا کہ یہ سارا قصیدہ مولانا آزاد کے قلم سے نکلا ہے۔

حالانکہ حقیقت کیا ہے اسے تذکرے میں دیکھئے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا آزاد صاف الفاظ میں مولانا عبدالحق محدث دہلوی کو حضرت جونپوری کے مخالفین میں شمار کراتے ہیں اور پھر وہ ان تحریروں میں محدث دہلوی کی مذکورہ فارسی عبارت

یہ واضح کرنے کے لئے نقل کرتے ہیں کہ مخالفت کی وجہ کیا تھی۔ مخالفت کی وجہ یہی تو تھی کہ حضرت محدث کے نزدیک سید محمد جونپوری ایک باطل ترین عقیدت رکھتے تھے۔ گویا مولانا آزاد نے جو عبارت یہ دکھانے کے لئے نقل کی تھی کہ حضرت محدث کس وجہ سے حضرت جونپوری سے بیزار اور ان کے مخالف تھے اسی عبارت کو کتابچہ مرتب کرنے والے نے سیاق وسباق سے جدا کر کے اس طرح نقل کیا گویا محدث دہلوی نہ صرف حضرت جونپوری کے مداحوں میں تھے بلکہ ان سے منسوب واہی و باطل عقیدے کی بھی توثیق و تصدیق فرمانیوالے تھے۔

مستزاد یہ کہ شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس فارسی عبارت کے متصل بعد مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ رقم فرمایا تھا اسے یکسر حذف کر دیا گیا۔ اس کے متصل بعد مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شاہ صاحب کی یہ عبارت دیکھ کر مجھ کو خیال ہوا کہ ہمارے زمانے میں مرزا صاحب قادیانی کے معتقدین میں سے ایک بڑا گروہ بھی مرزا صاحب کی نسبت بعینہٖ یہی اعتقاد رکھتا ہے اور اس اصالت تبعیت کے فرق پر اپنے تمام غلو و اغراق کی بنیاد رکھی ہے

"وما اشبه الليلة بالبارحة"

دیکھا آپ نے!

اور دیکھئے۔ مولانا آزاد کے توصیفی جملے تو جگہ جگہ سے نقل کر لئے گئے مگر وہ عبارتیں سب چھوڑ دیں جو مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی مجموعی رائے کا انکشاف کرنے والی تھیں۔ مثلاً مولانا آزاد حضرت جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دعوۂ مہدویت وغیرہ کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ

"اس قسم کی باتیں دو حال سے خالی نہیں یا تو معتقدین کا غلو و افراط اور سوء فہم و زلّۃ نظر وضلالت استنباط و استدلال ہے یا بصورت

ثبوت اس طرح کی تمام باتوں کو غلبۂ سکر و احوال یا فریب سوانح و مشاہدات کا نتیجہ سمجھنا چاہئے جو اس راہ کے بڑے بڑے کاملین و واصلین تک کو پیش آئے ہیں اور بہتوں کا معاملہ دعاوی و شطحیات تک پہنچ گیا ہے۔"

اس سے کچھ قبل مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید محمد اور ان کے بعض پیروؤں کی نیک نفسی کا اعتراف کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ۔

"فتنہ غلو و تاویل پچھلی امتوں کی طرح اس امت کی ہر جماعت کے لئے بھی ایک بڑا فتنہ رہا ہے حالت اس جماعت کو بھی پیش آئی اور رفتہ رفتہ اسکی بنیادی صداقت اختلاف کے غلو و مجذوبات میں گم ہوگئی۔"

گویا مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ بھی تعریف کی ہے وہ حضرت سید محمد جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کے زہد و ورع روحانی عظمت اور جرارت و ہمت کی ہے نہ کہ اس فرقے کی جس نے انہیں مہدی موعود مانا ہے۔ وہ اسے یقینی نہیں سمجھتے کہ حضرت جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مہدی ہونے کا دعوہ کیا ہو لیکن اگر واقعتہً کیا ہو تو اسے وہ عالم مجذوبیت کی ایسی ہی بات قرار دیتے ہیں جیسے منصور نے انا الحق کہا تھا یا پھر راہ سلوک کا ایک دعوکا کہتے ہیں۔ اب اسے ایمانداری کے کس خانے میں رکھیں کہ جو لوگ حضرت جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کو مہدی موعود ماننے کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں وہ اپنے موقف کو درست ثابت کرنے کے لئے انہی مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کتربیونت کر کے نقل کر رہے ہیں۔

نفس مسئلہ:۔ قیامت سے قبل کسی مہدی کا ظہور ہوگا یہ عقیدہ بھی مسلمان رکھتے ہیں کیونکہ احادیث میں اس کی اطلاع دی گئی ہے۔ لیکن اس مہدی کی خصوصیات کیا ہوں گی۔ یہ واضح کرنے والی جتنی بھی روایات ہیں تقریباً سب کسی نہ کسی اعتبار سے ساقط الاعتبار یا مشکوک ہیں۔ فن روایات اور اصول درایت ان کی توثیق نہیں کرتے۔ ان میں سے بعض کا من گھڑت ہونا تو اس قدر صریح

ہے کہ تعدد و نظر کی صلاحیت رکھنے والا کوئی بھی طالب علم بہ آسانی ان کی وضعی حیثیت کا ادراک کر سکتا ہے۔ لیکن اس پہلو پر گفتگو ایسے لوگوں سے کی جا سکتی ہے جن کے دماغوں میں گودا بھی ہو۔ جنہیں مبدء فیض سے وجدان سلیم بھی ملا ہو جنہیں علم حدیث کے شایان شان تفقہ بھی عطا کیا گیا ہو۔ ان لوگوں سے کیا بات کی جائے جنہیں آج تک بھی شعور نہیں کہ انا من نور اللہ والی روایت حدیث نہیں ہے اور جن کو ذرا احساس نہیں کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دینا کیسا احمقانہ ظلم ہے

بلا کسی بحث کے ہم کہتے ہیں کہ چلئے مان ہی لیا کہ ظہور مہدی کے سلسلے میں جتنی بھی روایات کتب حدیث میں ملتی ہیں سب کی سب قابل حجت ہیں لیکن ان سے بھی تو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سید محمد جونپوری مہدی موعود تھے۔ مثلاً ایک ہی روایت کو لیجئے۔ یہ روایت اس کتابچے میں بھی نقل ہوئی ہے جو انجمن مہدویہ کی فرمائش پر شائع کیا گیا ہے۔

”فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم کو مہدی کی خوش خبری دیتا ہوں جو ایک شخص ہے قریش سے میری آل سے میری امت پر لوگوں کے اختلاف اور زلزلوں کے وقت بھیجا جائے گا۔ پس زمین کو ایسے عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم و ستم سے بھری ہو گی اس سے زمین و آسمان والے خوش ہوں گے اور مال صحیح صحیح تقسیم کرے گا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ صحیح کا کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا لوگوں میں سویت (برابری) کے ساتھ تقسیم کرے گا اور امت محمدی کے دلوں کو استغنا سے بھر دے گا۔ اس کا عدل لوگوں کے لئے عام ہو گا۔“

ہم مہدوی حضرات سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا ان کے پاس تاریخ کا کوئی ایسا ذخیرہ محفوظ ہے جس سے پتا چلتا ہو کہ [illegible] سے [illegible] تک — جو حضرت جونپوری کا زمانہ حیات

ایک دن بھی ایسا آیا ہو جس میں یہ ظلم و جور اور شرک و زندقہ سے بھری ہوئی دنیا عدل و امانت اور حق و صداقت سے معمور ہو گئی ہو۔ تاریخ جو کچھ بتاتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ حضرت موصوف وطن سے نکل کر مختلف مقامات پر گئے اور وعظ و تذکیر آپ کا مشغلہ رہا۔ کچھ لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ایک مستقل فرقہ کی بنیاد رکھی گئی۔ بس یہ ہے کل کائنات! کوئی حضرت موصوف کے زہد و ورع کی کتنی ہی تعریف کرے اور ان کے دائرہ معتقدین کو کتنا ہی پھیلا کر پیش کرے لیکن اس کو کوئی ادنیٰ مناسبت اور برائے نام مشابہت اس علامت سے نہیں ہوتی جس کا ذکر صریح حدیث میں موجود ہے دنیا کے کسی ایک ملک میں قحط پڑ جائے تو یوں نہیں کہا جاتا کہ ساری دنیا قحط زدہ ہے ساری دنیا کو قحط سے معمور اس وقت کہیں گے جب دنیا کی غالب اکثریت مبتلائے قحط ہو جائے اسی طرح زمین کو عدل و انصاف سے معمور اسی وقت کہنا ممکن ہے جب کہ روئے زمین کا بڑا حصہ عدل و انصاف سے بھر جائے حدیث کی رو سے مہدی موعود کی شان اگر یہی ثابت ہوتی ہے کہ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا تو آخر ایک ایسی شخصیت کو مہدی موعود ماننا کہاں کی دانشمندی ہے جو پوری یا آدھی یا چوتھائی زمین کو تو کیا زمین کے ہزارویں حصے کو بھی اس انقلاب عظیم سے آشنا نہ کر سکا ہو جس کی پیشین گوئی حدیث میں ہے۔ کھلی بات ہے کہ کسی ایک ملک اور شہر اور بستی سے بھی تمام مظالم و مفاسد کا قلع قمع کرنا اس پر موقوف ہے کہ اقتدار و اختیار کی باگ ڈور ظالمین و مفسدین کے ہاتھوں میں نہ رہے۔ حضرت جونپوری کے وعظ و ارشاد سے چند ہزار یا چند لاکھ انسانوں کے کردار میں خوشگوار تبدیلیاں ضرور ہو سکی ہوں گی لیکن جن نوع بہ نوع مظالم سے مخلوق خدا کو اپنی اقتصادی تجارتی اور معاشرتی زندگی میں غیر منصف حکمرانوں کے ہاتھوں دو چار ہونا پڑتا ہے ان کا استیصال تو کسی ایک قریے اور قصبے میں بھی حضرت جونپوری کے ذریعہ نہ ہو سکا۔ ہوتا کیسے جبکہ

اقتدار کا منصب آپ کو ملا ہی نہیں۔

بہرحال لو چند بستیوں میں آپ کے دم سے عدل و دیانت کا دور دورہ ہو ہی گیا ہو تو کیا اس کا مطلب یہ لیا جاسکے گا کہ پوری زمین عدل و انصاف سے بھر گئی! آدمی نگاہ کی کمزوری یا فاصلے کی زیادتی کے باعث یہ دھوکا تو کھا سکتا ہے کہ بجلی کے ننھے کو ستارہ سمجھ لے لیکن ننھے منے ستارے کو سورج سمجھ لینے کا دھوکا آخر کیا تک رکھتا ہے۔ حدیث سے تو صاف معلوم ہو رہا ہے کہ مہدی موعود ایک ایسا ہی شہرۂ آفاق، وسیع الاثر بلند قامت انقلاب آفریں اور عبقری انسان ہوگا جس کی عظیم دعوت اور تہلکہ انگیز جدوجہد کے محسوس و مشاہد اثرات روئے زمین کو اسی طرح اپنے احاطے میں لے لیں گے جس طرح سورج کی روشنی ہر طرف پھیل جاتی ہے۔ دنیا میں غلغلہ مچ جائے گا۔ شرق سے غرب تک چرچے ہوں گے۔ الٹ پلٹ ہوگی۔ تخت و تاج بدلیں گے حکومتوں کے ایوان ڈھیر ہو جائیں گے۔ روئے زمین کو ظلم و طغیانی سے خالی کرکے عدل و پاکیزگی سے بھر دینا کوئی جادو کا کھیل تو نہیں شعبدہ تو نہیں۔ اس عظیم و جلیل تغیر کے وقت سارا عالم گونج اٹھے گا۔ بھونچال آجائے گا۔ بھلا ان لوگوں کی سادہ لوحی کی کوئی حد ہے جو اس ہمہ گیر تغیر اور انقلاب کو مہدی موعود کی علامات اور خصوصیت ماننے کے باوجود اس شخصیت کو مہدی مان بیٹھے ہیں جس کے دم سے روئے زمین کے ظلم و فساد پر اتنا بھی اثر نہیں پڑا جتنا کسی پہلوان کے ریل کے پیچھے لٹک جانے سے ریل کی رفتار پر پڑتا ہے۔ یا جتنا کسی بچے کی ٹھوکر سے پہاڑ پر پڑ سکتا ہے۔

یہ ہم نے صرف ایک روایت کے تعلق سے گفتگو کی اور بھی روایات صحاح ایسی ہیں کہ جن سے قطعی طور پر واضح ہوتا ہے کہ مہدی موعود کا ظہور ابھی بہت

لیکن مہدوی حضرات اگر اپنے عقیدے پر مصر ہی ہیں تو ہمیں ان کی تردید سے کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ شوق سے جسے چاہے "مہدی" مانیں لیکن جب بھی کوئی شخص یہ لغو گوئی کرے گا کہ سید محمد جونپوری کو مہدی موعود نہ ماننے والے کافر ہیں ہم پلٹ کر یہی کہیں گے کہ اس کی بکواس کسی اعتنا کے لائق نہیں۔ کتا غریب کاٹتا اور بھونکتا ہے تو گھر کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ ثبوت وفاداری بھی دیتا ہے لیکن جو لوگ اپنی مٹھی بھر ہم مسلکوں کے سوا ساری دنیا کے مسلمانوں کو جہنم بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ ہر خوبی سے خالی ہیں۔ انھیں ہم سے معافی کا مطالبہ کرنے کے عوض خود اپنے انجام سے ڈرنا چاہئے۔

عجب تماشا ہے۔ دسیوں جملوں میں بطور فہمائش قرآن کی وہ آیات نقل کی گئی ہیں جن سے سبق ملتا ہے کہ دوسری قوموں کے بزرگوں کو گالیاں مت دو۔ ہم کہتے ہیں ہمارے حضرات دوسری قوم کب ہیں۔ وہ تو مسلمان ہی ہیں۔ اور سید محمد جونپوری تنہا ان کے بزرگ کیونکر ہیں وہ تو ہمارے بھی بزرگ ہیں۔ ہم عرض ہی کر چکے کہ معترض نے جواب لکھتے وقت ہمیں شان گمان بھی نہیں تھا کہ سید محمد جونپوری سے مراد پانسو برس قبل کے سید صاحب ہیں تاہم گالی تو ہم نے پھر بھی کسی کو نہیں دی۔ ہمارا جواب پھر پڑھو۔ اس میں صرف اصولی باتیں ہیں۔ معافی کیسی احمر الفاظ کی وہ ایسی جو معنی دار دو۔ تلوار کی نوک اور پھانسی کے پھندے پر بھی ہم یہی کہیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوۂ نبوت ہو یا سید محمد جونپوری کا دعوۂ مہدویت۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں متاع ناسد و کاسد سے زیادہ کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ اس کا فریب جس کا جی چاہے کھائے، ہماری بلا سے لیکن جب وہ یہ زباندرازی بھی کرے گا کہ اس فریب میں نہ آنے والے مسلمان کافر ہیں تو ہم اس یاوہ گوئی

کو گیدڑوں کے شعور و فہم و علم سے تشبیہ دیں گے۔

آخری دوستانہ بات ہم مہدوی حضرات سے یہی کہہ سکتے ہیں کہ جن روایات کو انھوں نے سادہ لوحی سے "حدیث" سمجھ رکھا ہے وہ ان ہی پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کر کے دیکھ لیں کہ سید محمد جونپوری رح کو مہدی موعود ماننے کی کوئی دلیل ان سے ملتی ہے یا وہ صریحاً تردید کرنے والی ہیں۔ حضرت موصوف کو بزرگ مانو۔ ولی اور قطب سمجھو۔ اللہ کا برگزیدہ بندہ قرار دو سب روا۔ ہم بھی تمہارے ہمنوا ہیں۔ لیکن مہدی موعود ماننے کی ناسمجھی میں مبتلا مت ہو۔ آخر انصاف تو کرو ابوبکرؓ و عمرؓ اپنی تمام تر عظمتوں کے باوجود نبی تو نہیں کہلائے جا سکتے۔ اسی طرح حضرت جونپوری اپنی معروف صالحیت کے باوجود مہدی موعود کیسے کہے جا سکتے ہیں جبکہ روپے میں دو آنے بھی ان کے اندر علاماتِ مہدیہ نہیں پائی جاتی۔ اللہ ہمیں اور تمہیں صراط مستقیم پر موت دے اور آخرت کے خسارے سے بچائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنہ ۶۴-۶۵

حامداً و مصلیاً۔ ماہنامہ ہائے تجلی دیوبند بابت نومبر و جنوری میں فرقہ مہدویہ کے تعلق سے جو مضامین تعریض اور طعن و تشنیع کے شامل ہوئے ہیں ان میں اکثر ایسے ہیں جن کا علمی جواب آسانی سے دیا سکتا ہے لیکن سب سے زیادہ دل شکن لغتی اعتراض یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب نے فرقہ مہدویہ کے امام مہدی کو کتے سے اور فرقہ مذکور کو گیدڑوں سے تشبیہ دی ہے جس کا ارتفاع بے حد ضروری ہے ورنہ ہمارا فرقہ اور ہمارے امام دنیا کی نظر میں ہمیشہ کے لئے غیر وقیع ثابت ہوں گے علاوہ اس کے عوام کو یہ بھی غلط فہمی ہوگی کہ مذہب مہدویہ غلط اور بے ثبوت ہے۔

اگرچہ مولوی ابوالفیض سید نور محمد صاحب الکیاوی (کنٹرو ج) اور عامر عثمانی صاحب ایڈیٹر کے مابین جو مصالحت ہوئی ہے اور جس میں ایڈیٹر صاحب نے معذرت کی اور آئندہ احتیاط کا وعدہ کیا ہے وہ قابل اطمینان ضرور ہے لیکن وہ لغتی اعتراض جو ماہنامہ تجلی میں کالنقش فی الحجر بن کر رہ گیا ہے اس کے ازالہ کی کوئی صورت ہی نہیں۔ بنابراں اس رسالہ کی ضرورت پیش آئی جس کا نام ظہور مہدی در جواب ماہنامہ ہائے تجلی ہے۔ جس میں اس اعتراض کو بھی دور کیا گیا ہے۔

ہم اس رسالہ میں سب سے پہلے وجود مہدی کے ضروریات دین سے ہونے کی بحث قرآن شریف اور احادیث نبوی کی روشنی میں لکھیں گے اس کے ساتھ ہی

امام مہدی علیہ السلام کے ثبوت مہدیت کو بھی پیش کریں گے پھر اس کے بعد ایڈیٹر صاحب کے اعتراضات کے علمی جوابات خاص طور پر مذکورہ بحث اعتراض سے ارتفاع کی اس طرح کوشش کی جائے گی گویا وہ کہنا تھا نہیں تا کہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ جو عقیدہ مہدویہ غلط اور بے ثبوت نہیں ہے

مخفی نہ رہے کہ مسلمانوں میں تین فرقے امام مہدی کے وجود میں مختلف الرائے ہیں۔ پہلا فرقہ تو وہ ہے جو امام مہدی کا سرے سے قائل ہی نہیں اس کا خیال یہ ہے کہ امام مہدی کا وجود ضروریات دین سے ہوتا تو قرآن شریف میں امام موعود کا ذکر ضرور آتا۔ اب رہے احادیث مہدی کلو وہ ضعیف اور نا قابل حجت ہیں۔

دوسرا فرقہ وہ ہے جو صرف احادیث نبوی کی بنا پر امام مہدی کے وجود کو ضروری مانتا ہے یہ فرقہ اہل سنت کا ہے۔

تیسرا وہ فرقہ ہے جو امام مہدی کے وجود کو قرآن شریف سے بطور اشارات وکنایات ثابت کرتا اور احادیث نبوی سے بھی امام موعود کو ضروریات دین سے تسلیم کرتا ہے یہ فرقہ ہمارا فرقہ ہے جو مہدویہ کہلاتا ہے

قرآن شریف میں متعدد آیات قرآنی ایسی ہیں جن سے امام مہدی کا ذکر اسی طرح اشارات وکنایات کے ساتھ آیا ہے جس طرح حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بطور اشارات وکنایات توراۃ وغیرہ میں آیا ہے جیسا کہ ہم آئندہ اس کی نسبت تفصیل کے ساتھ بحث کریں گے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ قرآن شریف میں لفظ مہدی کہیں بھی نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مہدی ایک صفتی نام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہے اس لئے بجز احادیث نبوی کے قرآن شریف میں نہیں آیا۔ اگر یہ نام اللہ تعالیٰ

کی طرف سے عطا ہوتا تو قرآن شریف میں کبھی ضرور آجاتا۔

احادیث نبوی کی بحث کی جائے تو معلوم ہوگا کہ احادیث مہدی کی تعداد تقریباً تین سو ہے جیسا کہ رسالہ جات

عقد الدرر فی احادیث المہدی المنتظر مولفہ علامہ یوسف بن یحییٰ بن علی المقدسی الشافعی العرف الوردی فی اخبار المہدی مولفہ حافظ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر مولفہ شیخ ابن حجر ہیتمی الشافعی المتوفی ۹۷۴ھ المشرب الوردی فی مذہب المہدی مولفہ ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان مولفہ ملا علی متقی المتوفی ۹۷۵ھ کے

دیکھنے سے ظاہر ہے کہ اگرچہ احادیث مہدی کے رواۃ ضعیف ہیں مگر یہ سب نہیں۔ ابن خلدون نے بہت زور لگا کر ضعف رواۃ کی بحث کی ہے مگر ان کی تعداد تین سو میں سے صرف اٹھائیس ہے اور اس مورخ کی بحث بھی اصول محدثین کے خلاف ہے چنانچہ بحر العلوم علامہ سید اشرف صاحب شمسیؒ نے رسالہ "صلاح المظنون در جواب ابن خلدون" میں رواۃ کے ضعف کو مدلل طریقہ سے دور کر کے احادیث کی صحت ثابت کی ہے

اگر ضعف رواۃ کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو علمائے اسلام اس ضعف کے قطع نظر صرف کثرت احادیث کی بنا پر ان کے متواتر المعنی ہونے کے قائل ہیں۔ چنانچہ امام قرطبی نے تذکرہ میں ابوالحسن سنجری کا قول لکھا ہے۔

قد تواترت الاخبار و	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ السلام کی
استفاضت بکثرۃ رواتہا	نسبت راویوں کی کثرت کے ساتھ
عن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	متواتر مستفیض اخبار وارد ہیں

عن المهدی او انه من اهل بیته

اور یہ کہ مہدی آنحضرت کے اہل بیت سے ہیں۔

شیخ ابن حجر ہیتمی القول المختصر میں لکھتے ہیں۔

قال بعض الحفاظ ان کون المهدی من ذریته علیه السلام تواترت عنه علیه السلام

بعض حفاظ ائمہ حدیث کا قول ہے کہ مہدی علیہ السلام کا آل رسول علیہ السلام سے ہونا رسول اللہ صلعم سے تواتراً مروی ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات شرح مشکوٰۃ کے باب اشراط الساعہ میں لکھا ہے۔

قد وردت فیه الاحادیث کثیرة متواترة المعنی ایضاً قد تظاهرت الاحادیث البالغة حد التواتر معنًا فی کون المهدی من اهل بیت من ولد فاطمة رض

مہدی علیہ السلام کے متعلق متواتر المعنی کثیر احادیث وارد ہیں۔ مہدی علیہ السلام کے اہل بیت رسول اللہ صلعم اولاد فاطمہ سے ہونیکی احادیث تواتر معنوی کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔

ملا علی قاری نے رسالۃ المهدی میں لکھا ہے۔

قد تواترت الاخبار عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وانه من اهل بیته

مہدی علیہ السلام کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر اخبار وارد ہیں یہ کہ آپ آنحضرتؐ کی اہل بیت سے ہیں

بحر العلوم مولانا عبد العلی ملک العلما نے اشراط الساعہ میں لکھا ہے

احادیثیکہ دال اند بر خروج امام مہدی کثیر اند کہ مبلغ آن بتواتر معنی رسیدہ است۔

برزنجی نے اشاعہ فی اشراط الساعہ میں لکھا ہے۔

ان احادیث وجود المهدی وخروجه فی آخر الزمان وانه من عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم من ولد فاطمة بلغت حد التواتر المعنوی فلا معنی لانکارها ومن ثم ورد من کذب بالدجال فقد کفر ومن کذب بالمهدی فقد کفر۔ رواه ابوبکر الاسکاف فی فوائد الاخبار والوالقاسم السهیلی فی شرح السیر له۔

وجود مہدی علیہ السلام کی حدیثیں اور آپ کے آخر زمانہ میں ظہور کرنے اور آپ کے رسول اللہ صلعم کی عترت فاطمہؓ کی اولاد سے ہونے پر دلالت کرنے والی احادیث تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں اس حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص دجال کے وجود کو جھٹلاتا ہے وہ کافر ہے اور جو مہدی کو جھٹلاتا ہے وہ کافر ہے اس کو ابو بکر اسکاف نے فوائد الاخبار میں اور ابو القاسم سہیلی نے اپنی شرح السیر میں روایت کی ہے۔

علمائے حدیث اور علمائے اصول کا مقررہ ضابطہ ہے کہ خبر متواتر سے ایسا قطعی اور یقینی علم حاصل ہوتا ہے کہ آدمی اس کے ماننے پر مجبور ہے جس کا رد کرنا ممکن نہیں۔

اصول الشاشی میں لکھا ہے۔

ثم المتواتر یوجب العلم

متواتر موجب علم قطعی ہے

القطعی ویکون ردہ کفرا — اس کا رد کرنا کفر ہے۔

جب احادیث متواتر سے علم قطعی حاصل ہو جائے تو ان احادیث کے رجال میں بحث کی ضرورت نہیں رہتی چنانچہ شرح نخبۃ الفکر مولفہ علامہ حافظ ابن حجر مکی میں لکھا ہے۔

والمتواتر لا یبحث عن رجالہ بل یجب العمل بہ من غیر بحث لا یجابہ بالیقین وان ورد عن الفساق بل عن الکفرۃ۔	متواتر کے راویوں کے اوصاف سے بحث نہیں کی جاتی بلکہ بغیر بحث کے اس پر عمل کرنا واجب ہے کیونکہ وہ موجب یقین ہے اگرچہ فاسقوں بلکہ کافروں سے روایت ہوتی ہے

تذکرہ پہلے فرقہ کے خلاف اہل سنت احادیث مہدی میں راویوں کے ضعف سے بحث نہیں کرتے بلکہ وہ ان احادیث کے متواتر المعنی ہونے کی وجہ سے وجود امام مہدی کے قائل ہیں اور ہم مہدویہ وجود امام مہدی کو قرآن سے بھی ثابت کرتے ہیں اور احادیث نبوی سے بھی۔

قرآن شریف کی وہ آیات جن میں امام مہدی کا ذکر آیا ہے

اگرچہ قرآن شریف میں متعدد آیتیں ایسی ہیں جن سے اشارات وکنایات کے ساتھ امام مہدی کا وجود ثابت ہوتا ہے لیکن ہم اس مختصر رسالہ میں ان تمام آیات قرآنی سے بحث نہیں کر سکتے صرف دو ایک آیات پیش کرینگے جن سے ہمارے مقصد پر روشنی پڑ سکے۔ یعنی یہ ثابت ہو کہ قرآن شریف میں امام مہدی کا ذکر یقیناً آیا ہے۔

پہلی آیت - یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن

دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم۔

ترجمہ:- اے ایمان والو جو لوگ تم میں سے اپنے دین سے پھر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا جس کو اللہ دوست رکھے گا اور وہ اللہ کو دوست رکھیگی۔ مومنین کے حق میں نرم اور کافروں کے حق میں سخت ہوگی۔ ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈریگی یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اللہ تعالیٰ وسیع فضل والا اور علیم ہے۔

اس آیت میں فسوف یاتی اللہ بقوم کا جملہ اور اس کے ماقبل و مابعد کی آیتیں ہمارے دعوی کو ثابت کرتی ہیں۔

اس آیت میں "یاتی" مضارع کا صیغہ ہے جس سے پہلے سوف کا لفظ آیا ہے جس سے مضارع مستقبل بعید کے معنی دیتا ہے اور "بقوم" میں بائے تعدیہ ہے یا بمعنی مصاحبت ہے بائے تعدیہ تصور کریں تو آیت کے معنی یہ ہوں گے اللہ تعالیٰ ایک قوم کو مستقبل بعید میں لائے گا۔ بمعنی مصاحبت لیں تو ترجمہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مستقبل بعید میں ایک قوم کے ساتھ آئے گا۔

قرآن شریف میں بائے تعدیہ کا استعمال لفظ یاتی کے ساتھ اکثر جگہ آیا ہے لیکن بائے مصاحبت کا استعمال بہت کم آیا ہے مثال کے طور پر ایک آیت پیش کیجاتی ہے۔

ولا تعضلوھن ببعض ما اتیتموھن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ ۔

یعنی تم نے عورتوں کو جو کچھ دیا ہے اس کو لینے کے لئے نہ روکو مگر جب کہ وہ بدکاری کے ساتھ آئیں یعنے بدکاری کے مرتکب ہوں تو روکو۔

اس آیت میں " یاتین بفاحشۃ " کے معنی بدکاری کے ساتھ آنے کے ظاہر ہیں۔

اس صورت میں " فسوف یاتی اللہ بقوم " کی آیت میں قوم سے مراد قوم مہدی اور لفظ اللہ سے مراد امام مہدی کا ظہور ہوسکتا ہے۔

آیت مذکور میں لفظ اللہ سے کسی مامور من اللہ کا ظہور مراد لیا جائے تو یہ بات اس اصول کے تحت ہوگی جو علماے اسلام کے مسلمات سے ہے چنانچہ توراۃ کی بشارت کے الفاظ یہ ہیں۔

ان اللہ طلع من سینا واشرق لھم من السعیر ومن جبل فاران تجلی (خطبات احمدیہ)

اللہ تعالی سینا سے طلوع ہوا سعیر سے چمکا اور کوہ فاران سے تجلی کیا۔

توراۃ کی اس پیشین گوئی میں اللہ تعالی کے " سینا " سے طلوع ہونے سے مراد موسی علیہ السلام کا ظہور ہے اور سعیر سے اللہ تعالی کے چمکنے سے مراد عیسی علیہ السلام کا ظہور اور کوہ فاران سے اللہ تعالی کے تجلی کرنے سے مراد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور مراد ہے۔

اسی طرح کتاب حبقوق باب (۳) آیت (۳) میں بیان کیا گیا ہے

یاتی اللہ من جنوب تیمان والقدوس من جبل فاران (خطبات احمدیہ)

اللہ تعالی جنوب تیمان سے اور قدوس کوہ فاران سے آئے گا۔

توراۃ کی یہ پیشین گوئی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے جس میں اللہ تعالی نے اپنے حبیب خاص کے جاہ و جلال کو ظاہر کرتے ہوئے خود اپنا ظہور فرما دیا۔

جب توراۃ کے بشارتوں میں اللہ کے ظہور سے حضرت موسی حضرت عیسی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور مراد ہے تو آیت " فسوف یاتی اللہ بقوم " یعنے اللہ تعالی مستقبل بعید میں ایک قوم کو لائے گا یا ایک قوم کے ساتھ آئے گا) میں بھی ضرور لفظ اللہ سے ایسے شخص کا ظہور ہونا چاہئے جو پیغمبروں کا جاہ و جلال رکھتا ہو کیونکہ جس طرح کتاب حبقوق میں " یاتی اللہ " آیا ہے اور اس سے رسول اللہ صلعم مراد ہیں تو اسی طرح " فسوف یاتی اللہ بقوم " میں یاتی اللہ کے الفاظ سے کسی صاحب جاہ و جلال یا خلیفۃ اللہ کا ظہور مراد ہوسکتا ہے خلیفۃ اللہ کا جملہ حدیث ثوبان و ابن عمر میں بھی موجود ہے جس کا بیان آیندہ آئے گا۔

آیت " فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ الخ " بشارت معنوی حیثیت سے ٹھیک ایسی ہی ہے جیسی توراۃ کی بشارت مذکورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق آئی ہے کیونکہ توراۃ میں " من جبل فاران " کے سلسلہ میں " بیمینہ شریعۃ

بیضاء و یجیئ الملائکۃ آتی" کے الفاظ آئے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کوہ فاران سے تجلی کیا اس کے داہنے ہاتھ میں روشن شریعت ہے اور وہ ملائکہ کے لشکر کے ساتھ آیا) تورات کی اس آیت میں "تجلی" اور "اتی" جس کے معنی تجلی کیا اور آیا کے ہیں تو آیت "فسوف یاتی اللہ بقوم" میں "یاتی" مضارع کا صیغہ ہے جو حرف "سوف" کی وجہ سے مستقبل بعید کے معنی دے رہا ہے۔ اگر قرآن شریف میں "یاتی" کی جگہ طلع یا اشرق یا تجلی کا لفظ آتا تو اس سے رسول اللہ صلعم کا ظہور مراد ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے اظہار فرق کے لئے تورات میں "تجلی" سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ثابت کیا ہے تو قرآن شریف میں "یاتی اللہ" کے الفاظ سے جو آیندہ زمانہ ثابت ہو رہا ہے کسی مامور من اللہ کا ظہور ثابت ہوگا۔ علاوہ اس کے تورات میں "جبذا الملائکہ" کے الفاظ آئے ہیں یعنی ملائکہ کا لشکر جس سے صحابہ رسول اللہ صلعم مراد ہیں تو قرآن شریف قوم کا لفظ آیا ہے جس سے کسی امور من اللہ کے اصحاب مراد ہو سکتے ہیں۔

اگر ہم قوم کی صفات پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ وہ صفات تقریباً اصحاب رسول اللہ کے صفات کے مماثل ہیں چنانچہ قوم کی صفات آیت مذکورہ میں یہ آئی ہیں۔

(۱) یحبھم و یحبونہ	خدا ان کو دوست رکھتا ہے تو وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں
(۲) اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین	وہ قوم مومنین کے حق میں نرم دل کافروں کے حق میں سخت ہے
(۳) یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم	وہ قوم جہاد فی سبیل اللہ کرے گی ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرے گی۔ یہ اللہ کا فضل ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسیع فضل والا علیم ہے

نمبر (۱) میں قوم کی جو صفت بیان کی گئی ہے وہ یحبھم و یحبونہ ہے اس کے مقابل میں اصحاب رسول اللہ صلعم کی صفت میں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ بیان کیا گیا ہے (دیکھو گیارھواں پارہ رکوع دوسرا) یعنی اللہ ان سے راضی اور خوش ہے تو وہ سب اللہ سے راضی اور خوش ہیں۔ راضی اور خوش رہنا خود محبت کی دلیل ہے اس لئے قوم کی صفت اصحاب رسول اللہ کی صفت کے مماثل و مساہم ہے اس کے بعد آیت فسوف یاتی اللہ میں مسلسل تین صفات بیان کی گئی ہیں۔ یہ بھی اصحاب رسول اللہ کی تین صفات کے مماثل و مساہم ہیں جو سورۃ الفتح کی تیسری رکوع میں آئی ہیں ہم یہاں ان کو بالمقابل لکھکر بتاتے ہیں۔

قوم کی صفات	اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات
(۱) اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین	(۱) محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم

وہ قوم مومنین کے حق میں نرم دل اور کافروں کے حق میں سخت ہو گی۔

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت آپس میں اپنی مومنین کے حق میں نرم ہیں۔

(٢) یجاهدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومة لائم

وہ قوم فی سبیل اللہ جہاد کرے گی اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرے گی۔

(٢) تراهم رکعاً سجّداً

تم ان کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے دیکھو گے۔

(٣) ذالک فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ واسع علیم

یہ اللہ کا فضل ہے وہ ایسی صفات جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسیع فضل والا اور علیم ہے۔

یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً سیماهم فی وجوههم من اثر السجود۔

وہ اللہ کا فضل اور رضامندی چاہتے ہیں کثرت سجود کی وجہ سے ان کے چہروں پر نورانی نشان ہیں۔

پہلی اور تیسری آیتوں کا مطلب بالکل مساوی ہے صرف دوسرے نمبر میں قوم کو مجاہد بتایا گیا ہے تو اصحاب رسول اللہ صلعم غزوہ بدر و غزوہ احد کے بعد جب مکہ فتح ہو گیا تو فراغت کے ساتھ ان کو خدا کی عبادت کا موقع ملا اس لئے رکعاً سجداً کہا گیا جو مبالغے کے صیغہ ہیں لیکن قوم کی صفت مجاہد بتائی گئی ہے۔ جہاد کی دو قسمیں ہیں اصغر و اکبر۔ اصغر تو خود عبادت ہے لیکن اکبر جس کو جہاد مع النفس والشیطان کہا جاتا ہے یہ بھی سراسر عبادت ہی عبادت ہے تفسیر کبیر میں آیت فضل اللہ المجاهدین علی القاعدین درجة کے تحت جہاد اکبر کی نسبت لکھا گیا ہے۔

وحاصل هذا الجهاد صرف القلب من الالتفات الی غیر اللہ ای الاستغراق فی طاعت اللہ ولما کان هذا المقام اعلیٰ مما قبله لاجرم جعل فضیلة الاول درجةً وفضیلة هذا الثانی درجات۔

اس جہاد اکبر کا حاصل قلب کو غیر اللہ سے ہٹا کر اللہ ہی کی اطاعت میں مستغرق رکھنا ہے جبکہ یہ مقام پہلے مقام سے اعلیٰ ہے اس لئے پہلے مقام کی فضیلت ایک درجہ اور اس دوسرے مقام کی فضیلت کئی درجے ہے

جب آیت فسوف یاتی اللہ بقوم میں قوم کی صفات اصحاب رسول اللہ صلعم کی صفات سے مماثل و مساوی ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ قوم ضرور کسی مامور من اللہ یا خلیفۃ اللہ کی ہوگی ورنہ دنیا میں دوسری قوم کونسی ہو سکتی ہے جسکی صفات اصحاب رسول اللہ صلعم

کی برابری کرے۔

اسی وجہ سے مفسر نیشاپوری نے لکھا ہے لعل المراد منہ قوم المہدی یعنے ممکن ہے کہ آیت میں جو قوم کا لفظ آیا ہے اس سے مراد قوم مہدی ہو۔

مفسر موصوف نے قوم مہدی کی صراحت تو کی ہے مگر یقین و قطعیت کے ساتھ نہیں کی ہے حالانکہ آیت "فسوف یاتی اللہ بقوم" کا سیاق توراۃ کی آیت سے ملتا جلتا ہے اور قوم کی صفات اصحاب رسول اللہ صلعم کی صفات سے مساوی ظاہر ہوتی ہیں تو پھر کوئی شبہ کی بات نہیں ہو سکتی کہ لفظ اللہ سے مراد امام مہدی علیہ السلام کا ظہور اور قوم سے مراد قوم مہدی ہے

چونکہ آیت زیر بحث کے الفاظ یہ ہیں "من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم" (یعنی جب لوگ اپنے دین سے پھر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ایک قوم کو لائے گا یا ایک قوم کے ساتھ آئیگا) اس لئے بعض مفسرین قوم سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی لیتے ہیں کیونکہ آپ کے زمانہ خلافت میں سات جماعتیں مرتد ہو چکی تھیں جن کے ساتھ آپ نے جہاد فرمایا یہ تفسیر ظاہرا طور پر آیت مذکور کے مطابق نہیں ہے کیونکہ فسوف یاتی اللہ سے ثابت ہے کہ یہ واقعہ ارتداد زمانہ مستقبل بعید میں درپیش ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی جماعت کے ساتھ جو سب کے سب اصحاب رسول اللہ صلعم ہیں اوائل اسلام میں موجود تھے اوائل اسلام کو مستقبل بعید نہیں کہا جا سکتا پھر اصحاب رسول اللہ صلعم کی صفات اور قوم کی صفات معناً ایک ہیں لیکن لفظاً جداگانہ ہیں۔ اصحاب رسول اللہ صلعم غزوہ بدر و احد اور فتح مکہ کے موقعوں پر جہاد کر چکے ہیں اور قوم کا جہاد آئندہ زمانہ میں ہونے والا ثابت ہوتا ہے

اس لئے قوم سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کی جماعت قطعاً نہیں ہو سکتی۔ اس کے برعکس بعض مفسرین نے قوم سے مراد سلمان فارسی کی جماعت ثابت کی ہے حالانکہ خود سلمان فارسی نہ مامور من اللہ ہیں اور نہ ان کی جماعت اور بمقابل مامور من اللہ یا خلیفۃ اللہ کے غیر مامور من اللہ کو ترجیح نہیں ہو سکتی اس لئے آیت زیر بحث میں قطعی طور پر لفظ اللہ سے مراد امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو سکتا ہے اور قوم سے مراد امام مہدی علیہ السلام کی قوم ہو سکتی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اب رہی یہ بحث کہ مرتدین کون ہیں جن کے ارتداد کے بعد اللہ تعالیٰ قوم مہدی کو لائے گا یا قوم مہدی کے ساتھ آئے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام نے امام مہدی علیہ السلام کی تفصیلی علامات ارشاد فرمائی ہیں جن کے منجملہ حدیث ثوبان کے الفاظ یہ ہیں۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلاثة کلهم ابن خلیفة لا یصیر الی احد منهم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتله قوم ثم یجیء خلیفة الله المهدی اذا سمعتم به فأتوه فبایعوه ولو حبوا علی الثلج ۔ ابن ماجہ

ثوبان کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ کنز یعنے خلافت کے لئے تین شخص جھگڑا کریں گے وہ سب خلیفہ کے بیٹے ہوں گے ان میں سے خلافت کسی کو نہیں ملیگی پھر سیاہ جھنڈے مشرق کی طرف سے نکلیں گے اس کے بعد تم کو یعنی مسلمانوں کو اس طرح قتل کریں گے کہ کوئی قوم اس طرح قتل نہ کی ہوگی پھر خلیفۃ اللہ

حاکم۔ ابو نعیم۔ مہدی آئیں گے جب تم انکو سنو تو ان کے
پاس آؤ اور ان سے بیعت کر لو
اگرچہ برف پر سے رینگتے چلنا پڑے

اس حدیث میں حسب ذیل امور مذکور ہیں۔

(۱) خلیفہ کے تین بیٹوں کا خلافت کے لئے جھگڑا کرنا اور خلافت کسی کو نہ ملنا۔

(۲) مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈوں کا نمودار ہونا۔

(۳) مسلمانوں کو اس طرح قتل کیا جائے گا کہ کوئی قوم اس طرح قتل نہ کی ہوگی۔

(۴) واقعات مذکورہ کے بعد خلیفۃ اللہ مہدی کا ظہور۔

(۵) خلیفۃ اللہ مہدی کے ظہور کے بعد آپ کے پاس جانے اور بیعت کا حکم اگرچہ برف پر سے رینگتے جانا پڑے۔

خلیفہ کے تین بیٹوں سے مراد حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کے تین فرزند حضرت حسن۔ حضرت حسین۔ حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہم ہیں جو خلافت سے محروم رہے۔

اس حدیث میں کنز کا لفظ آیا ہے جس کے معنی لغوی خزانہ یا مخزن کے ہیں لیکن لفظ خلیفہ اور واقعات مظہرہ کے قرائن سے خلافت کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے کیونکہ خلیفہ کے تین بیٹوں کا خزانہ یا مال و دولت کے لئے جھگڑا کرنا قرین قیاس نہیں بلکہ اپنے باپ کے جانشین ہونے یا خلافت کے لئے جھگڑا کرنے کا مفہوم صحیح اور قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔

عند کنزکم میں "عند" کا لفظ اگرچہ قرب کے معنی میں آتا ہے

لیکن یہاں وقت کے معنی میں مستعمل ہے جیسا کہ جئت عند طلوع الشمس محاورہ آتا ہے یعنی میں طلوع آفتاب کے وقت آیا اس لئے یقتتل عند کنزکم کے معنی یہ ہیں کہ حصول خلافت کی کوشش کے وقت تین آدمی جھگڑا کریں گے۔

مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے لیکر نکلنے سے مراد ابو مسلم خراسانی کا خروج ہے جو سیاہ جھنڈے لیکر نکلا اور خلافت عباسیہ کی بنیاد ڈالی

ثم تطلع الرایات السود سے خلافت عباسیہ کے قیام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جسکی ابتدا ابو عبداللہ سفاح سے اور انتہا خلیفہ مستعصم پر ہوئی۔

یقتلونکم میں ضمیر مفعولی "کم" کے مخاطب مسلمان ہیں کیونکہ یہاں غیر مسلم کے خطاب کا کوئی موقع نہیں ہے

یقتلون کی ضمیر جمع غائب بطور عہد ذہنی کفار کی طرف راجع ہے اور کلمہ فا تعقیب مع الوصل کے لئے مستعمل ہے۔ جیسا کہ اصول الشاشی میں لکھا ہے الفاء للتعقیب مع الوصل فلھذا تستعمل فی الاجزیۃ یعنی فا کلمہ تعقیب کے واسطے آتا ہے (یعنی معطوف علیہ کا وجود مقدم) اور معطوف کا موخر ہوتا ہے۔ مگر یہ تعقیب مع الوصل ہوتی ہے (یعنی ما بین معطوف علیہ و معطوف کے مہلت نہیں ہوتی) اسی وجہ سے فا کلمہ جزا میں آتا ہے۔

تاریخ اسلام سے ظاہر ہے کہ خلافت عباسیہ کی انتہا یا خاتمہ کے وقت جسکی ابتدا سفاح کی خلافت سے ہوئی تھی مسلمانوں کے قتل کا واقعہ مستعصم خلیفہ بغداد کی گرفتاری کے بعد ہی بلا فصل و تاخیر ظہور میں آیا گویا

قتل مذکور تعقیب مع الوصل پر دلالت کرتا ہے

تاریخ وصاف میں لکھا ہے کہ چالیس دن تک لشکر ہلاکو قتل و غارت میں مشغول رہا سولہ لاکھ جانیں تلف ہوئیں وحشی ترکوں نے شیر خوار بچوں کو تک نہ چھوڑا گلیوں میں خون کی نالیاں بہہ رہی تھیں دریائے دجلہ کا پانی میلوں ارغوانی ہوگیا حدیث ثوبان کے الفاظ " فیقتلونکم قتلا لم یقتله قوم" (یعنی وہ (کفار) تم (مسلمانوں) کو ایسا قتل کریں گے کہ کسی قوم نے اس طرح قتل نہ کیا ہوگا) اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو خلافت بغداد کے خاتمہ کا واقعہ ہے۔

حدیث ثوبان سے ظاہر ہے کہ ان واقعات کے بعد خلیفۃ اللہ مہدی کا ظہور ہوگا۔ جس میں آپ سے بیعت کی سنت تاکید کی گئی ہے یعنی اگر برف پر بھی رینگتے ہوئے جانا پڑے تو جاؤ اور بیعت کرو۔

حدیث ثوبان میں کفار سے مراد ہلاکو اور اس کی فوج ہے چنانچہ اس کی توثیق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس شعر سے ہو سکتی ہے۔ ؎

بنی اذا ما جاشت الترک فانتظر
ولایۃ مھدی یقوم فیعدل

یعنی اے میرے بچو جب ترک حملہ کے لئے جوش میں آجائیں تو مہدی کی ولایت کا انتظار کرو وہ قائم ہو کر عدل کریں گے یا دین و ایمان پھیلائیں گے۔

کتاب الفتن مولفہ نعیم بن حماد میں عمار بن یاسر کا جو قول نقل کیا گیا ہے وہ یہاں بیان کیا جاتا ہے جس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حدیث ثوبان ہر دو کی توثیق ہوتی ہے۔

عن عمار بن یاسر قال

عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ مہدی کی

علامۃ المھدی اذا انساب علیکم الترک ومات خلیفتکم الذی یجمع الاموال .....

علامت یا ظہور کا وقت وہ ہوگا جبکہ تم (یعنی مسلمانوں پر) ترکوں کا حملہ ہوگا اور تمہارا مال جمع کرنے والا خلیفہ مر جائے گا۔

خلیفہ سے مراد مستعصم آخری خلیفہ بغداد ہے جسکو ہلاکو نے قتل کیا اس کو مال جمع کرنے والا خلیفہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے مستنصر کے تین خالی شدہ حوضوں کو اشرفیوں سے بھر لیا تھا۔ یہ ساری رقم ہلاکو کے ہاتھ لگی۔

اس پوری تقریر سے ظاہر ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور زوال بغداد کے بعد ہوگا۔ چنانچہ ابن کثیر کے ایک قول سے جس کو نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں حدیث ثوبان کی ضمن میں لکھا ہے اسی بات کی تائید ہوتی ہے

قال الحافظ عماد الدین فی ھذا السیاق (ای ولو حبوا علی الثلج) اشارۃ الی ملک بنی العباس وفیہ دلالۃ علی ان المھدی یکون بعد دولت بنی العباس

حافظ عماد الدین ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس سیاق یعنی ولو حبوا علی الثلج میں ملک بنی العباس کی طرف اشارہ ہے اور اس میں یہ دلالت ہے کہ مہدی دولت بنی العباس کے بعد آئیں گے۔

جب امام مہدی کا ظہور خلافت بنی العباس کے اختتام یا زوال بغداد کے بعد ہوگا تو من یرتد منکم عن دینہ میں کون مرتدین ہیں حدیث ثوبان اور آیت مذکور کو مطابق کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مرتدین سے مراد حسن صباح کی جماعت ہے جو ایران میں قلعہ الموت

پر تابض تھی جنہوں نے جنت ارضی بنائی تھی اور جن کی حکومت کا رقبہ نقشہ ذیل سے واضح ہے۔

ہلاکو کی فوج نے بغداد پر حملہ کرنے سے دو سال پہلے حسن صباح کے رقبہ پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

حسن صباح اور اس کی جماعت کے ارتداد کی کیفیت حسب ذیل ہے

ماخوذ از نظام الملک طوسی حسن صباح فلسفیانہ طریقہ سے مذہب اسمٰعیلیہ میں بہت سے نئے مسائل کا اضافہ کیا ہے۔ مسئلہ وجود باری میں اتنی شدت

کی کہ نعوذ باللہ خدا کو بیکار اور معطل ثابت کر دیا۔ مثلاً خدا کو قادر کہتے ہیں کہ خود اس میں قدرت ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ اس نے دوسروں کو قدرت دی ہے اس کی جملہ صفات کی یہی حالت ہے کیونکہ اگر خدا میں صفات ہوں تو وہ مخلوق کے ساتھ مشابہ ہو جائے گا۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس کی وجہ سے خدا کی ذات میں شبہ پیدا ہو گیا۔ ان کا اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ ہر حکم کا ایک باطن ہے ہر تنزیل کی ایک تاویل ہے اس مسئلہ کی وجہ سے ان کی نظر میں تمام قرآن و احادیث کے احکام درہم برہم ہو جاتے ہیں اسی مسئلہ کی رو سے اس فرقہ کا نام باطنیہ ہو گیا۔

احکام شرعی میں جو تاویل کی گئی ہے اس کی ایک فہرست درج ذیل ہے

(۱) نماز امام کو یاد کرنا

(۲) نماز با جماعت امام معصوم کی متابعت۔

(۳) روزہ امام کے اسرار کی حفاظت

(۴) زکوٰۃ تزکیہ نفس۔

(۵) حج امام کی زیارت کرنا۔

(۶) طواف کعبہ امام کے گھر کا طواف

(۷) غسل تجدید عہد و پیمان

(۸) وضو امام سے مذہبی تعلیم حاصل کرنا۔

(۹) تیمم امام کی غیر حاضری میں

نقیب سے تعلیم حاصل کرنا۔

(۱۰) اذان و تکبیر امام کی اطاعت پر لوگوں کو آمادہ کرنا۔

(۱۱) جنت عیش پسندی

(۱۲) دوزخ جسموں کا تکلیف میں مبتلا ہونا۔

(۱۳) زنا دین کے اسرار ظاہر کرنا

(۱۴) احتلام افشائے راز مذہبی

(۱۵) کعبہ پیغمبر

(۱۶) صفا نبی

(۱۷) مروہ وصی۔

(۱۸) باب علی۔

(۱۹) علم ظاہر عالم اجسام علم باطن عالم ارواح۔

علی ہذا ہزاروں مسائل میں تاویل کی گئی ہے (ماخوذ از تاریخ نظام الملک طوسی

۶۵۴ھ میں ہلاکو نے قلعہ الموت پر حملہ کرکے ان باطنیوں کا خاتمہ کردیا پھر دوسال بعد اسی ہلاکو نے بغداد پر حملہ کر کے قتل عام کردیا یعنے ۶۵۶ھ میں زوال بغداد کا واقعہ پیش آگیا۔

اب آیت من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ مرتدین کے ارتداد کے بعد خدا ایک قوم کو لائے گا یا ایک قوم کے ساتھ آئے گا اور قوم بھی ایسی کہ اس کے صفات اصحاب رسول اللہ سے مماثل ہوں ظاہر ہے کہ اس آیت میں ظہور مہدی کا واقعہ صاف ظاہر ہے اور قوم سے مراد قوم مہدی کے سوا دوسری کونسی قوم ہوسکتی ہے۔

آیت میں فسوف یاتی اللہ کے الفاظ ہیں جسکے معنی یہ ہیں کہ زمانہ مستقبل بعید میں خدا ایک قوم کو لائے گا۔ اور حدیث ثوبان میں ثم یجئی خلیفۃ اللہ کے الفاظ ہیں اور لفظ ثم تاخیر تراخی پر دلالت کرتا ہے جسکی انتہائی تاخیر قیامت تک بھی ہوسکتی ہے جیسا کہ ثم ان علینا حسابھم سے ظاہر ہے اگر حدیث اور آیت کو مطابق کر کے دیکھا جائے امامنا سید محمد جونپوری نے (۹۱۱) سال کے بعد مہدیت کا دعویٰ فرمایا ہے اور مختلف مقامات سفر و تبلیغ کے بعد فراہ کے مقام پر تشریف لائے جس کا محل وقوع نقشہ مذکور میں بتا دیا گیا ہے یعنی کابل اور خراسان کا درمیانی علاقہ۔ یہ مقام مرتدین کے رقبہ سے قریب واقع ہے۔

امامنا علیہ السلام کا بحکم خدا اس مقام کے قریب تشریف لانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ مرتدین سے مراد وہی فرقہ ہے جسکو حسن صباح کی جماعت

کہتے ہیں۔ ہلاکو نے ادھر اس مرتد جماعت کو ختم کیا تو پھر دوسال بعد زوال بغداد کا باعث بھی ہلاکو ہی تھا ان دونوں واقعات کے رونما ہونے کے (۹۱) سال بعد یعنے مستقبل بعید میں مہدی موعود کا ظہور ہوگیا جو فرقہ مہدویہ کے پاس سید محمد جونپوری کے سوا کوئی اور نہیں۔

توراۃ کی ایک پیشین گوئی کے الفاظ یہ ہیں راکب الجمل و راکب الحمار یعنی ایک شتر سوار اور ایک گدھے سوار (خطبات احمدیہ) علماء گدھے سوار سے عیسیٰ علیہ السلام اور شتر سوار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیتے ہیں۔ پیشین گوئی مذکور میں یہ ذکر نہیں ہے کہ شتر سوار کہاں سے کہاں آئے گا۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے بعد مکہ معظمہ میں تشریف لائے ہیں تو اونٹ پر ہی سوار تھے۔ آپ کی تشریف آوری سے مدینہ سے مکہ کی طرف ہوی ہے اس لئے یہ دونوں مقام متعین ہوگئے علماء کے اسی اصول پر آیت فسوف یاتی اللہ بقوم میں کہ خدا ایک قوم کو لائے گا یا ایک قوم کے ساتھ آئے گا۔ نکلنے اور آنے کے مقامات متعین نہیں ہیں۔ ہمارے امام علیہ السلام مہدویت کا دعویٰ کرتے ہوئے مختلف مقامات پر تبلیغ کا کام انجام دیتے ہو جونپور سے فراہ میں آگئے اس لئے یہ ہر دو مقامات متعین ہوگئے۔ جونپور سے فراہ آنے تک جن مقامات میں آپنے تبلیغ کی ہے ان کے نام یہ ہے۔

(۱) دانا پور (۲) کالپی (۳) چندیری (۴) چاپانیر (۵) مانڈو (۶) دولت آباد (۷) احمد نگر (۸) بیدر (۹) گلبرگہ (۱۰) بیجاپور (۱۱) چیتاپور (۱۲) ڈابول بندر (۱۳) جدہ (۱۴) مکہ (۱۵) دیو بندر (۱۶) کھنبایت (۱۷) بندر (۱۸) احمد آباد گجرات (۱۹) پٹن (۲۰) برلی (۲۱)

جالور (۲۲) ناگور (۲۳) جیسلمیر (۲۴) ٹھٹھہ (۲۵) کاہیر (۲۶)
قندھار (۲۷) فراح ـــ

ان مقامات متذکرہ میں جوق جوق لوگ تصدیق مہدیت سے مشرف ہوئے۔ عوام کے علاوہ بعض سلاطین و امرا نے بھی تصدیق مہدیت سے شرف اندوز ہوئے۔

اس موقع پر اُن علماء و فضلا کی فہرست لکھدینا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا جنہوں نے بحث و مباحث کے بعد امام علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت مہدیت سے شرفیاب ہوئے۔

(۱) جناب مولانا الہ داد حمیدؓ (۲) جناب مولانا قاضی علاء الدین بدری (۳) جناب مولانا ضیاء الدین بدری (۴) جناب مولانا قاضی منتخب الدین بدریؓ (۵) جناب مولانا شیخ مومن توکلیؓ (۶) جناب مولانا شاہ نظام الدینؓ (۷) جناب مولانا لاڑ شاہ گجراتیؓ (۸) جناب مولانا یوسف سہیتؓ گجراتی (۹) جناب مولانا محمد تاج سہیت گجراتیؓ (۱۰) جناب مولانا شاہ عبدالمجید نوریؓ دہلوی (۱۱) جناب مولانا شاہ امین محمد دہلویؓ (۱۲) جناب مولانا شاہ ابو محمد دہلویؓ (۱۳) جناب مولانا میاں یوسف احمد آبادی (۱۴) جناب مولانا احمد شاہ قدن احمد آبادی (۱۵) جناب مولانا ابوجی حافظ احمد آبادی (۱۶) جناب مولانا عبدالرشید گجراتی (۱۷) جناب مولانا صلاح الدین گجراتی (۱۸) جناب مولانا ملک جی ناگوریؓ (۱۹) جناب مولانا شیخ صدر الدین سندھی (۲۰) جناب مولانا قاضی تاج حسن سندھی (۲۱) جناب مولانا ملک جی مہری بن طٰہٰؓ (۲۲) جناب مولانا

مرزا شاہ بیگ ارغون بن میر ذوالنون قندھاری (۲۳) جناب مولانا قاضی شاہ تاج (۲۴) جناب قدوۃ العلماء مولانا شیخ الاسلام خراسانی (۲۵) جناب قاضی قاضن خراسانی (۲۶) جناب افضل العلما مولانا ملا علی فیاض خراسانی (۲۷) جناب مولانا ملا مخدوم خراسانی (۲۸) جناب مولانا ملا علی گل خراسانی (۲۹) جناب مولانا شیخ صدر الدین خراسانی (۳۰) جناب مولانا میر کمال شاہ خراسانی (۳۱) جناب مولانا محمد درویش خراسانی (۳۲) جناب مولانا حاجی محمد فرہی خراسانی (۳۳) جناب مولانا حاجی زاہد خراسانی (۳۴) جناب مولانا عبدالغنی خراسانی (۳۵) جناب مولانا ملا محمد شروانی خراسانی (۳۶) جناب مولانا عبدالصمد ہمدانی (۳۷) جناب مولانا ملا علی شروانی (۳۸) جناب مولانا پیر محمد شروانیؓ (۳۹) جناب مولانا محمود خراسانی (۴۰) جناب مولانا عبدالشکور خراسانی (۴۱) جناب مولانا مولوی گل خراسانی (۴۲) جناب مولانا علاء الدین شیرازی (۴۳) جناب مولانا قیصر خان خراسانی (۴۴) جناب مولانا پیر محمد خراسانی (۴۵) جناب مولانا قاضی نجن خراسانی (۴۶) جناب مولانا مولوی حسن (۴۷) جناب مولانا صدر الدین (۴۸) جناب مولانا قاضی زکریا سکوی (۴۹) جناب مولانا محمد روح اللہ (۵۰) جناب مولانا زین الدین بھکری (۵۱) جناب مولانا قاضی ضیاء الدین (۵۲) جناب مولانا ملا امن اللہ (۵۳) جناب مولانا قاضی قاضن بھکری (۵۴) جناب مولانا مرزا شاہین بھکری (۵۵) جناب مولانا شیخ الیاس دوکری

جناب امامنا سید محمد جونپوری مہدیت کا دعوی کرتے ہوئے جونپور سے نکلے اور بمقام فراح پہنچے ۲۳ سال کی مدت میں ہر مقام پر سینکڑوں

آدمی سلاطین و امرا اور نامور علما آپ کی تصدیق کر چکے وہ زمانہ آپ پر کب آیا کہ جذب کی کیفیت آپ پر طاری ہوئی کہ افاقہ پانے کے بعد آپ دعوی مہدیت سے باز آئے یہ تو حیلہ تراشنے والوں کی حیلہ تراشی تھی تاکہ ان پر تصدیق مہدیت کا لزوم عاید نہ ہو پھر یہی بات عوام تک پھیل گئی جو اب تک نہ ماننے والوں کے دلوں میں جا گزیں ہے

دوسری آیت قرآنی جس سے امام مہدی علیہ السلام کا ثبوت ملتا ہے

افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماماً ورحمۃ اولئک یومنون بہ ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ فلا تک فی مریۃ منہ انہ الحق من ربک ولکن اکثر الناس لایومنون۔

ترجمہ :- کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہو اور اس کے پیچھے ایک شاہد آئے اور اس کے پہلے موسیٰ کی کتاب امام اور رحمت بن کر آئی ہو تو سب لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور جو شخص مختلف جماعتوں سے اس کا انکار کرے نار دوزخ اس کی وعدہ گاہ بنے گی (اے نبی) آپ اس سے شک و شبہ نہ کرو بیشک وہ آپ کے پروردگار کی طرف سے حق پر ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

یہ آیت بارہویں جز کے دوسرے رکوع پر آئی ہے۔ اس آیت کے اہم الفاظ کی تشریح حسب ذیل ہے۔

من کان علی بینۃ میں لفظ من کو بعض مفسرین عام بتلاتے ہیں۔ لیکن وہ خاص ہے یتلوہ اور من قبلہ کی ضمیریں جو واحد غائب کی ہیں وہ

من کی طرف راجع ہیں اس لئے من خاص ہوگا۔

جو لوگ شاہد سے مراد قرآن شریف لیتے ہیں وہ یومنون بہ میں بہ کی ضمیر واحد غائب اور یکفر بہ میں بہ کی ضمیر غائب۔ فی مریۃ منہ میں منہ کی ضمیر غائب انہ الحق میں انہ کی ضمیر غائب کو شاہد کی طرف پھیرتے ہیں جو غلط ہے کیونکہ اس آیت میں مستقل بیان لفظ من کا ہے جو صاحب بینہ ہے اور صاحب بینہ کی تین صفات بیان کی گئی ہیں۔ صفت اول یتلوہ شاہد منہ ومن قبلہ کتاب موسیٰ الخ صفت دوم اولئک یومنون بہ صفت سوم من یکفر بہ الخ ہے۔

اس لئے ان صفات میں جو ضمیریں آئی ہیں وہ سب لفظ من کی طرف راجع ہوں گی۔ من کا لفظ جو بطور شرط آیا ہے تو فالنار موعدہ تک جملہ شرط واقع ہوا ہے فلا تک فی مریۃ منہ سے آخر آیت تک جملہ جزا ہے دونوں مل کر جملہ شرطیہ ہوگا۔

بینہ کے معنی دلیل روشن یا واضح دلیل کے ہیں جس سے پیغمبروں یا صاحب بینات کی سچائی ظاہر ہو۔

یتلوہ تلا یتلو سے بمعنی تلاوت مشتق نہیں ہے بلکہ وہ تلو سے مشتق ہے جس کے معنی پیچھے آنے کے ہیں جیسا کہ ابو القاسم حریری نے مقامات حریری کے دیباچے میں اتلو تلو البدیع لکھا ہے یعنے میں اپنی کتاب میں بدیع الزماں ہمدانی کی پیروی کروں گا۔

شاہد کے معنی گواہ کے ہیں مراد اس سے قرآن شریف ہے۔

جب توراۃ صاحب بینہ کے پہلے ہے تو قرآن شریف بھی جو کتاب ہے صاحب بینہ کے پیچھے ہونا چاہئے کتاب موسیٰ سے مراد توراۃ ہے

احزاب جمع حزب ہے بمعنی جماعت

قرآن شریف میں بینہ و بینات کے الفاظ متعدد جگہ آئے ہیں اور
اکثر جگہ جہاں یہ الفاظ آئے ہیں وہاں پیغمبروں کے نام یا انکا ذکر ضرور آیا ہے
اس آیت میں صاحب بینہ کون ہیں معلوم نہیں ہوتا اسی وجہ سے مفسرین مختلف
الرائے ہیں کسی نے لکھدیا کہ صاحب بینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں کسی نے بیان کیا کہ صاحب بینہ کلی منطقی کے طور پر ہر مومن ہو سکتا
ہے بعض نے مومنین کی جماعت کو صاحب بینہ قرار دیا ہے کسی نے یہ کہا
ہے کہ صاحب بینہ سے مراد ایک فطری بصیرت رکھنے والی جماعت ہے

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب بینہ ہوں تو فلا تک فی مریۃ
منہ اور انہ الحق میں منہ و انہ کی واحد غائب کی ضمیریں لفظ من کی طرف
پھیری جائیں جس سے خود رسول اللہ صلعم مراد ہیں تو معنی یہ ہوں گے
کہ اے نبی آپ اس لفظ من سے جس سے آپ کی ذات اقدس مراد ہے
کوئی شک و شبہ نہ کرو اور وہ حق کی طرف سے حق پر ہے حالانکہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو کبھی بھی شک و شبہ کرنے کا موقع آسکتا تھا نہ آیا۔ آپ کو یقین
کامل تھا کہ آپ حق پر ہیں اس لئے فلا تک میں ضمیر مخاطب اور منہ و انہ
کی واحد غائب کی ضمیریں ظاہر کرتی ہیں کہ لفظ من سے مراد رسول اللہ صلعم
نہیں ہیں جس کے معنی یہ ہیں اے نبی آپ اس لفظ من سے کوئی اور صاحب
بینہ ہے شک و شبہ نہ کرو وہی حق پر ہے۔ اگر من سے مراد رسول اللہ صلعم
ہوتے تو عبارت یوں ہوتی فلا تک فی مریۃ منک و انک الحق من ربک یعنی
اے نبی آپ اپنی طرف سے شک و شبہ نہ کرو بیشک آپ ہی اپنے رب کی طرف
سے حق پر ہو جب منک اور انک کی جگہ منہ و انہ کے الفاظ آئے ہیں تو ظاہر ہے کہ

صاحب بینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ کوئی اور صاحب بینہ ہیں

بعض لوگ معنی کی اس خرابی سے کہ نبی صلعم مراد نہیں ہو سکتے منہ اور انہ
کی ضمیروں کو شاہد یعنی قرآن کی طرف پھیر دیتے ہیں اور معنی یہ کرتے ہیں کہ اے
نبی قرآن سے بیشک و شبہ کرو حالانکہ آپ کو قرآن پر کبھی شک و شبہ نہیں ہوا
آیت ذالک الکتاب لا ریب فیہ خود شک و شبہ کی تردید کر دیتی ہے جب خدا نے
لا ریب فیہ فرما دیا ہے تو پھر فلا تک فی مریۃ منہ یعنی قرآن سے شک و شبہ
نہ کرو کی آیت کیسے آسکتی تھی۔

وقتاً فوقتاً آیات قرآن نازل ہوتی رہیں جبرئیل بھی آتے رہے اسلئے
آپ کو کبھی بھی قرآن پر شک و شبہ نہ ہوا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ منہ اور انہ
کی ضمیریں شاہد یعنی قرآن کی طرف نہیں جا سکتیں ان کا مرجع تو لفظ من
ہی ہے اور من سے مراد رسول اللہ صلعم نہیں بلکہ کوئی اور ہیں جن کو صاحب
بینہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

یتلو شاہد کے معنی یہ ہیں کہ قرآن شریف اس صاحب بینہ کے پیچھے
پشت پناہی یا حجت و استدلال کے لئے موجود ہے اس سے بھی ثابت ہے کہ
صاحب بینہ رسول اللہ صلعم نہیں ہیں کیونکہ قرآن شریف آپ پر نازل ہوا ہے
نہ کہ آپ کے پیچھے آیا ہے۔

آیت اکثر الناس لا یومنون کے معنی یہ ہیں کہ اکثر لوگ ایمان
نہیں لائیں گے۔ حالانکہ نبی صلعم کی زندگی میں بے شمار لوگ داخل اسلام
ہو چکے تھے جب لفظ من سے نبی صلعم کی ذات مراد ہے تو اس کے کیا معنی ہوں
گے کہ اکثر لوگ آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اس وقت تو دنیا میں ستر بہتر کروڑ
مسلمانوں کی تعداد موجود ہے اکثر الناس لا یومنون کا مفہوم ہی غلط ثابت

ہو جائے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ من سے مراد نبی صلعم نہیں ہیں بلکہ کوئی اور صاحب بینہ ہیں۔

جہاں قرآن شریف میں رسول اللہ صلعم صاحب بینہ ثابت ہوئے ہیں تو وہاں آپ کا ذکر صراحتاً موجود ہے مثلاً **قل انی علی بینۃ من ربی** یعنی کہدو اے محمد کہ میں اپنے رب کی طرف بینہ پر ہوں ایک اور جگہ آیا ہے **ولقد انزلنا الیک آیات بینات** یعنی ہم نے آیات بینات تمہاری طرف نازل کی ہیں۔ اگر آیت زیر بحث میں بھی صاحب بینہ رسول اللہ صلعم ہوتے تو ضرور کنایۃً یا اشارۃً آپ کا ذکر کیا جاتا اس لئے ظاہر ہے کہ آیت زیر بحث میں رسول اللہ صلعم صاحب بینہ نہیں ہیں بلکہ کوئی اور صاحب بینہ ہو سکتے ہیں۔

جن لوگوں نے ہر مرد مومن یا مومنین یا فطری بصیرت رکھنے والی جماعت کو صاحب بینہ قرار دیا ہے تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ صاحب بینہ آیت زیر بحث میں وہ ہو سکتا ہے جس کے انکار سے کفر لازم آئے جیسا کہ خود پروردگار عالم نے فرمایا ہے **ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ** یعنی جس نے مختلف جماعتوں سے صاحب بینہ کا انکار کرے نار دوزخ اسکی وعدہ گاہ ہے۔ اندریں حالات کوئی مرد مومن یا مومنین یا فطری بصیرت رکھنے والی جماعت حتی کہ صحابی رسول اللہ یا تابعی یا اولیاء اللہ میں سے کسی کا انکار موجب کفر نہیں مومنین یا فطری بصیرت رکھنے والی جماعت پر شاہد اور انہ کی ضمیر میں جو واحد غائب کی ہیں صادق نہیں آتیں اس لئے یہ جماعت صاحب بینہ نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ ابن کثیر نے مفسرین کے ان خیالات و قیاسات کو ضعیف یا بے بنیاد قرار دیا ہے۔

اب رہ گئے امام مہدی اور عیسی علیہ السلام جو موعود رسول اللہ صلعم ہیں ان دونوں میں عیسی علیہ السلام بھی صاحب بینہ نہیں ہو سکتے کیونکہ عیسی علیہ السلام دوسرے پیغمبروں کی طرح صاحب بینہ بلکہ صاحب بینات بن چکے ہیں جیسا کہ قرآن میں آیا ہے **و آتینا عیسی بن مریم البینات وایدناہ بروح القدس** (یعنے ہم نے عیسی بن مریم کو بینات دئے اور روح القدس سے ان کی تائید کی ہے) اگر عیسی علیہ السلام صاحب بینہ تھے تو آپ کا نام بتا دیا جا سکتا تھا۔ علاوہ اس کے عیسی علیہ السلام حضرت رسول اللہ صلعم سے چھ سو برس پہلے آچکے ہیں اور قرآن شریف میں آپ کا ذکر بھی آچکا ہے اس لئے رسول اللہ صلعم خود عیسی علیہ السلام سے واقف اس صورت میں کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اے نبی آپ ان سے شک و شبہ نہ کریں۔ ظاہر ہے کہ اس آیت میں صاحب بینہ عیسی علیہ السلام قطعاً نہیں ہو سکتے۔

اب ایک ہی ذات اقدس امام مہدی کی باقی رہ گئی جن کے مخصوص فضائل و مناقب حسب ذیل ہیں۔

(۱) امام مہدی رسول اللہ صلعم کی طرح خلیفۃ اللہ ہیں۔ جیسا کہ حضرت ثوبانؓ کی حدیث سے ظاہر ہے۔

قال قال رسول اللہ صلعم ... ثم یجیئ خلیفۃ اللہ المہدی فاذا سمعتم بہ فأتوہ فبایعوہ الخ ابن ماجہ۔ حاکم ابو نعیم	رسول اللہ صلعم فرمایا پھر خلیفۃ اللہ مہدی آئیں گے جب تم ان کو سنو تو آپ کے آؤ اور بیعت کرو الخ

ابن عمرؓ سے بھی ایک روایت آئی ہے جسکو ابو شیبہ نے بیان کیا ہے

قال قال رسول الله صلعم يخرج المهدي وعلى رأسه ملك ينادي هذا المهدي خليفة الله فاتبعوه

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مہدی اس حالت میں نکلیں گے کہ ایک فرشتہ اوپر سے ندا کرے گا کہ یہ مہدی ہیں ان کو اتباع کرو۔

(۲) امام مہدی رسول اللہ صلعم کی طرح دافع ہلاکت امت ہیں

ابن عساکر نے روایت کی ہے۔

كيف تهلك امةٌ انا اولها وعيسى بن مريم في آخرها والمهدي من اهل بيتي في وسطها (ابراز الوہم المکنون)

وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں اور عیسی ابن مریم جس کے آخر میں اور میری اہل بیت سے مہدی اس کے وسط میں ہیں

ابونعیم نے اخبار مہدی کا میں ابن عباس سے روایت کی ہے۔

لن تهلك امة انا في اولها وعيسى ابن مريم في آخرها والمهدي في اوسطها۔

وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی جس کے اول میں ہوں اور عیسی ابن مریم اس کے آخر میں اور مہدی اس کے درمیان میں ہیں۔

تفسیر مدارک میں آیت یا عیسی انی متوفیک و رافعک الی کے تحت یہ الفاظ آئے ہیں۔

كيف تهلك امة انا في اولها وعيسى في آخرها والمهدي من اهل بيتي في وسطها۔

وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں اور عیسی اس کے آخر میں اور میری اہل بیت سے مہدی اس کے درمیان میں ہیں۔

امام جعفر سے مروی ہے

عن جعفر عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابشروا ابشروا انما مثل امتي مثل الغيث لا يدري اوله خير ام آخره۔ كيف تهلك امة انا اولها والمهدي وسطها والمسيح آخرها ولكن بين ذالك فيج اعوج ليسوا مني ولا انا منهم (رواه رزين)

امام جعفر نے اپنے باپ کی اور وہ اپنے دادا کی روایت سے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم کو خوشخبری ہو خوشخبری کہ میری امت کی مثال بارش کی جیسی ہے نہیں معلوم اس کا اول حصہ بہتر ہے یا اس کا آخری حصہ وہ امت کس طرح ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں اور اس کے درمیان مہدی اور اس کے آخر میں مسیح ہیں لیکن ان کے درمیان ایسی کج فہم جماعت ہے جو نہ میری ہے نہ میں ان کا ہوں (رزین نے روایت کی ہے)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث کا یہ سلسلہ گویا سلسلۃ الذہب یعنی سونے کا سلسلہ ہے۔ اگر ان احادیث میں کوئی ضعف بھی ہے تو دوسری روایتوں سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔

(۳) ایک دفعہ جناب علی المرتضی کرم اللہ وجہہ نے جناب رسالتماب صلعم سے پوچھا کہ امنا المهدي ام من غيرنا کیا مہدی ہم میں سے ہیں یا ہمارے غیر سے حضرت نے فرمایا لا بل منا يختم الله به الدين كما فتحه بنا یعنی نہیں بلکہ مہدی ہم میں سے ہیں۔ اللہ تعالی ان پر دین کو ختم کرے گا جیسا کہ ہم سے اسکو شروع کیا ہے (ابو القاسم الطبری۔ ابو نعیم الاصفہانی

نعیم بن حماد وغیرہ نے اس حدیث کو لکھا ہے) اسی حدیث سے امام مہدی خاتم الاولیا ثابت ہوتے ہیں۔

(۴) فتوحات مکیہ میں محی الدین ابن عربی نے ایک حدیث لکھی ہے جس سے ظاہر ہے کہ مہدی علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کی طرح ہدایت اور تبلیغ میں معصوم عن الخطا ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔

المهدی منی یقفو اثری ولا یخطی۔

مہدی مجھ سے ہیں وہ میرے نشان قدم پر چلیں گے اور خطا نہ کریں گے

(۵) احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک اہل بیت نبی سے امام مہدی مبعوث نہ ہو جائیں۔

دار قطنی۔ طبرانی۔ ابو نعیم۔ حاکم وغیرہ نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے

(الف) قال رسول اللہ صلعم لا یذھب الدنیا حتی یبعث اللہ تعالیٰ رجلاً من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی فیملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی کہ میری اہل بیت سے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو مبعوث نہ کرے جس کا نام میرے نام کے اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جیسی کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

(ب) امام احمد حنبل نے اپنی مسند میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے۔

قال رسول اللہ صلعم لا تقوم الساعة حتی یملک رجل من اهل بیتی اجلی انفی یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک میری اہل بیت سے ایک شخص مالک نہ ہو جائے بلند پیشانی ستواں ناک والا۔ زمین کو عدل سے بھرے گا جیسی کہ ظلم سے بھری ہوگی۔

(ج) ابو داؤد نے اس طرح روایت کی ہے۔

عن زر بن عبداللہ عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم یطول اللہ ذالک الیوم حتی یبعث رجلاً من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی۔

اگر بالفرض دنیا ختم ہونے کو ایک باقی رہ جائے اللہ تعالیٰ اس ایک دن ہی کو یہاں تک دراز کرے گا کہ میری اہل بیت سے ایک شخص مبعوث ہو جائے جس کا نام میرے نام کے اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔

ان تینوں الف و ب و ج کی حدیثوں سے مہدی علیہ السلام کا ظہور ضروریات دین سے ثابت ہو رہا ہے۔

جب امام مہدی کے فضائل و مناقب بالکل رسالتمآب کے جیسا ہیں اور امام مہدی کا ظہور ضروریات دین سے ہو تو پھر آپ سے بڑھ کر کون ہوگا جو اس آیت زیر بحث میں صاحب بینہ بن سکے۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ بینہ تو پیغمبروں سے متعلق ہوتا ہے امام مہدی زمرۂ اولیا میں شریک ہو کر خاتم الاولیا ہیں تو پھر امام مہدی صاحب بینہ کیسے ہوسکتے ہیں کہ آپ کا تعلق زمرۂ انبیا سے نہیں ہے

اس کا جواب یہ ہے۔

قرآن شریف کے ۲۴ پارہ ۸ رکوع پر ایک آیت آئی ہے جسکے الفاظ یہ ہیں۔

قال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ و قد جاء کم بالبینات من ربکم۔

ایک مرد مومن نے کہا جو آل فرعون سے تھا اور وہ اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو جو وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بینات لیکر آیا ہے

جب آل فرعون کو جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا اور وہ اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا اس کو خدا نے صاحب بینہ بنایا بلکہ بینات دے رکھا تو امام مہدی کو جو خلیفۃ اللہ مامور من اللہ اور صاحب فضائل متذکرہ ہیں تو صاحب بینہ نہیں بن سکتے ضرور صاحب بینہ بن سکتے اور ہیں۔ حضرت سید محمد جونپوری نے مہدیت کے دعویٰ کے ساتھ بینۃ اللہ ہونے کا دعویٰ بھی فرمایا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلعم امام مہدی کو اچھی طرح جانتے ہیں کیونکہ آپ نے آثار و علامات بیان کئے ہیں فضائل و مناقب کا بھی

ذکر کیا ہے پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ ہے نبی آپ امام مہدی سے شک و شبہ نہ کرو جیسا کہ فلاتک فی مریۃ منہ سے ظاہر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث میں امام مہدی کے وسط امت میں آنے کا ذکر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوں گے تو رسالتم صلعم امام مہدی کو شخصی طور پر کیسے جان سکتے ہیں۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ اے نبی امام مہدی سے شک و شبہ نہ کرو۔ جو بعد میں آئیں گے۔ اس پوری تقریر سے ظاہر ہے کہ آیت ”افمن کان علی بینۃ من ربہ“ میں صاحب بینہ امام مہدی کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔

احادیث مہدی علیہ السلام کی بحث

اگلے پیغمبروں نے اپنے بعد آنے والوں کی جو خبر دی ہے وہ بالکل اشارات و کنایات کے طور پر ہے جسکی تشفی بخش تفصیل نہیں ملتی۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کے جو آثار و علامات بتائے ہیں وہ سب تفصیلات سے بھرے ہوئے ہیں۔ مثلاً آپ نے مہدی کا نام مہدی کے باپ کا نام مہدی کی کنیت سلسلہ نسب حلیہ زمانہ ظہور جائے ولایت سب کچھ بتادیا ہے۔ جس سے امام مہدی کی شناخت میں آسانی پیدا ہوتی ہے اب ہم انہیں تفصیلی آثار و علامات کو بقدر ضرورت لکھدیتے ہیں۔

آیت بینہ کی تفسیر میں جو احادیث بیان کئے گئے ہیں (نمبر ۵ الف تا ج) میں یہ الفاظ آئے ہیں یواطی اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی یعنی مہدی کا نام میرے نام کے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔

رسالہ عقد الدرر میں عبداللہ بن عمر سے امام مہدی کی کنیت کی جو

روایت آئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

قال رسول اللہ یخرج فی آخر الزمان رجل من ولدی اسمہ اسمی کنیتہ کنیتی۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک شخص میری اولاد سے ظاہر ہوگا اس کا نام میرا نام اسکی کنیت میری کنیت ہوگی۔

مہدی علیہ السلام کے اہل بیت اولاد فاطمہ رضہ سے ہونے کے احادیث یہ ہیں۔ ابوداود۔ طبرانی۔ اور حاکم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے۔

عن ام سلمۃ سمعت رسول اللہ صلعم یقول المھدی من عترتی من ولد فاطمۃ رضہ

ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مہدی میری عترت فاطمہ کی اولاد سے ہیں

طبرانی نے کبیر میں اور ابونعیم نے علی بن ہلالی سے روایت کی ہے۔

ان رسول اللہ صلعم قال لفاطمۃ والذی بعثنی بالحق ان منھما یعنی الحسن والحسین مھدی ھذہ الامۃ۔

رسول اللہ صلعم نے فاطمہ سے فرمایا کہ قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اس امت کے مہدی حسن اور حسین کی اولاد ہیں

حسن اور حسین کا مطلب یہ ہے کہ اگر مہدی امام حسن کی اولاد سے ہوں تو آپ کا ننہال حسینی ہوگا اور اگر مہدی امام حسین کی اولاد سے ہوں تو آپ کا ننہال حسنی ہوگا۔ امام حسن یا امام حسین کی تخصیص امام مہدی کے ظہور پر موقوف ہے۔

ابونعیم نے روایت کی ہے جو امام حسین سے مروی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم | نبی صلعم نے فاطمہ سے فرمایا ہے کہ

قال لفاطمۃ المھدی من ولدک | مہدی تمہاری اولاد سے ہوں گے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”جو احادیث مہدی تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ امام مہدی اہل بیت سے فاطمہ رضہ کی اولاد سے ہیں بعض احادیث سے امام مہدی کا اولاد امام حسن سے اور بعض سے امام حسین کی اولاد سے ہونا ظاہر ہوتا ہے“

اسی اختلاف کی وجہ سے علما نے فیصلہ کیا ہے کہ مہدی کا اولاد فاطمہ رضہ سے ہونا قطعی و یقینی ہے

ان احادیث پر نظر کرتے ہمارے امام مہدی علیہ السلام سید محمد جونپوری کا نام سید محمد باپ کا نام سید عبداللہ تھا گویا آپ رسول اللہ صلعم کے اور آپکے باپ رسول اللہ صلعم کے باپ کے ہمنام تھے۔ صاحب تحفۃ الکرام نے لکھا ہے۔

سیدالاولیا سید محمد الملقب بمیران مہدی بن میر سید عبداللہ المعروف بہ سید خاں کہ نسبتش بہ امام موسیٰ کاظم می پیوندد۔

سیدالاولیا سید محمد الملقب بہ میران مہدی بن میر سید عبداللہ معروف بہ سید خاں کا سلسلہ نسب امام موسیٰ کاظم سے ملتا ہے

حقیقت یہی ہے کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے ہمارے امام کا سلسلہ ملتا ہے امام موسیٰ کاظم فاطمی اور امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اس لئے ہمارے امام مہدی کا عترت و آل رسول اللہ اور اولاد فاطمہ سے ہونا ثابت ہے۔

ہم اس وقت ہمارے امام مہدی سید محمد جونپوری کا حلیہ بھی

تواریخ مہدویہ میں آیا ہے اور رسول اللہ صلعم کا حلیہ جو احادیث میں
جو مذکور ہے دونوں بالمقابل لکھ کر بتا دیتے ہیں۔

حضرت سالتماب صلعم کا حلیہ ماخوذ از احادیث	امامنا مہدی علیہ السلام کا حلیہ ماخوذ از کتب مہدویہ
(۱) لم یکن النبی بالطویل ولا بالقصیر۔ نبیؐ نہ طویل تھے نہ کوتاہ قد (ترمذی)	(۱) قد کوتاہ نہ دراز۔ آپ کا قد نہ کوتاہ تھا نہ دراز (انتخاب الموالید)
(۲) ازہر اللون۔ آپ کا رنگ روشن تھا (ترمذی)	(۲) درخشندہ روے آپ کا چہرہ درخشاں تھا۔ (انتخاب الموالید)
(۳) لم یکن بالجعد ولا بالسبط موے مبارک نہ گھونگریالے تھے اور نہ سیدھے۔ (شمایل ترمذی)	(۳) موے نہ دراز نہ کوتاہ موے مبارک نہ لمبے تھے نہ کوتاہ۔ (مولود شریف)
(۴) کث اللحیۃ آپ کی ڈاڑھی گھنی تھی (شمایل ترمذی)	(۴) انبوہ ریش آپ کی داڑھی گھنی تھی (مولود شریف)

رسول اللہ صلعم کا حلیہ ماخوذ از احادیث	امامنا مہدی علیہ السلام کا حلیہ ماخوذ از کتب مہدویہ
(۵) ضخم الراس سر مبارک بڑا تھا (شمایل ترمذی)	(۵) بزرگ سر سر مبارک بڑا تھا (مولود شریف)
(۶) واسع الجبین۔ جبین مبارک کشادہ تھی (شمائل ترمذی)	(۶) کشادہ جبین آپ کشادہ پیشانی تھے۔ (مولود شریف)
(۷) ازج الحواجب آپ پیوستہ ابرو تھے (شمائل ترمذی)	(۷) پیوستہ ابرو آپ کے ابرو باہم ملے ہوے تھے (مولود شریف)
(۸) ازعج العینین آنکھیں بہت سیاہ تھیں (شمائل ترمذی)	(۸) چشم چوں چشم بنی اسرائیل یعنے آنکھیں بہت سیاہ تھیں (شواہد الولایت)
(۹) اقنی العرنین اونچی ناک (شمائل ترمذی)	(۹) بلند بینی اونچی ناک (مولود شریف)
(۱۰) اهدب الاشفار پلکیں دراز (شمائل ترمذی)	(۱۰) دراز مژگاں۔ پلکیں دراز۔ (مولود شریف)

رسول اللہ صلعم کا حلیہ ماخوذ از احادیث	امامنا مہدی علیہ السلام کا حلیہ ماخوذ از کتب مہدویہ
(۱۱) افلج السنیتین دندان مبارک کے درمیان ساندیں تھیں (عن ابن عباسؓ مشکوٰۃ)	(۱۱) دندان مبارک کشادہ دانت کشادہ تھے شواہد الولایت)
(۱۲) عن جابر بن عبداللہ قال وکان لا یضحک الا تبسما۔ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ آپ تبسم کے طور پر ہنستے تھے (مشکوٰۃ)	(۱۲) قلیل الضحک۔ تبسم اکثر آپ ہنستے کم تھے تبسم زیادہ فرماتے تھے (مولود شریف)
(۱۳) کان عنقہ جید دمیۃ فی صفاء الفضۃ آپ کی گردن گڑیا کی سی تھی جیسی چاندی کی صفائی ہو (شمائل ترمذی)	(۱۳) متوسط گردن (مولود شریف) در روشنائی ہمچوں آفتاب درخشاں متوسط گردن صفائی میں آفتاب کی طرح درخشان۔ (شواہد الولایت)
(۱۴) کان فی وجہہ تدویر چہرہ مبارک میں گولائی تھی۔ (شمائل ترمذی)	(۱۴) روشن روئے ہمچو ماہ چہاردہم چہرہ روشن مثل چودھویں کے چاند کے تھا (مولود شریف)

رسول اللہ صلعم کا حلیہ ماخوذ از احادیث	امامنا مہدی علیہ السلام کا حلیہ ماخوذ از کتب مہدویہ
(۱۵) جلیل الکتف شانہ ہائے مبارک کشادہ تھے (شمائل ترمذی)	(۱۵) کشادہ کتف شانہ ہائے مبارک کشادہ تھے (مولود شریف)
(۱۶) عریض الصدر آپ کا سینہ مبارک کشادہ تھا (شمائل ترمذی)	(۱۶) کشادہ سینہ آپ کا سینہ مبارک کشادہ تھا (مولود شریف)
(۱۷) موصول ما بین اللبۃ والسرۃ بشعر یجری کالخط سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔ (شمائل ترمذی)	(۱۷) خطے باریک داشتہ بمو از سینہ تا ناف سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔ (شواہد الولایت)
(۱۸) ضخم الکرادیس ہر دو بازوئے مبارک کی ہڈیاں بڑی اور زبردست تھیں۔ (شمائل ترمذی)	(۱۸) دراز بازو۔ آپ کے بازوئے مبارک دراز تھے۔ (مولود شریف)
(۱۹) شثن الکفین ہر دو پنجہ مبارک موٹائی کی	(۱۹) درست تپنجہ قوی پنجہ (شواہد الولایت)

رسول اللہ صلعم کا حلیہ ماخوذ از احادیث	امامنا مہدی علیہ السلام کا حلیہ ماخوذ از کتب مہدویہ
طرف مائل تھے۔ (شمائل ترمذی)	
(۲۰) سائل الاطراف او شامل الاطراف انگلیاں لمبی لمبی تھیں۔ (شمائل ترمذی)	(۲۰) دراز انگشتان انگلیاں لمبی لمبی تھیں۔ (مولود شریف)
(۲۱) بادن آپ تنا ور تھے۔ (شمائل ترمذی)	(۲۱) پہن استخوان آپ کے جسم کی ہڈیاں چوڑی چکلی تھی۔ (مولود شریف)
(۲۲) معتدل الخلق اعضائے مبارک معتدل تھے (شمایل ترمذی)	(۲۲) صورت او با اعتدال و نرم آپ کے ظاہری اعضا معتدل و نرم تھے۔ (مولود شریف)
(۲۳) عن انسؓ لا شممت مسکاً ولا عنبرۃ اطیب من رائحۃ النبی۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہ مشک سونگھا نہ عنبر (مشکوٰۃ)	(۲۳) عرق چوں گلاب و لعاب او مانند مشک و عنبر۔ آپ کا پسینہ گلاب کے مانند اور لعاب دہن میں مشک و عنبر کی خوشبو تھی۔ (مولود شریف)

جن احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی علیہ السلام کا حلیہ بیان فرمایا ہے ان میں سے چند مثال کے طور پر یہاں بیان کیے جاتے ہیں۔

ابوداؤد، نعیم بن حماد، اور حاکم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے

قال قال رسول اللہ صلعم المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف۔	رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مہدی مجھ سے ہیں وہ روشن پیشانی بلند بینی ہوں گے۔

رویانی نے مسند میں اور ابونعیم نے حذیفہ سے روایت کی ہے۔

قال قال رسول اللہ صلعم المھدی رجل من ولدی لونہ عربی وجسمہ جسم اسرائیل علی خدہ الایمن خال کانہ کوکب دری۔	فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ مہدی میری اولاد سے ایک شخص ہیں جن کا رنگ عربی اور جسم اسرائیلی ہوگا دائیں رخسار پر خال روشن ستارہ کی طرح چمکتا ہوگا۔

حذیفہؓ سے روایت ہے۔

قال رسول اللہ صلعم المھدی رجل من ولدی وجھہ کالکوکب الدری۔	فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ مہدی میری اولاد سے ہیں جن کا چہرہ ستارہ کی طرح چمکتا ہوگا۔

علی بن ابو طالب سے روایت ہے۔

عن علی بن ابی طالب قال المھدی کث اللحیۃ	علی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ مہدی گھنی داڑھی اور سرگیں آنکھ

اکحل العینین فی وجہ خال فی کتفہ علامۃ النبی۔

والے ہوں گے چہرہ پر خال شانہ پر نبی کی علامت ہوگی (یعنے مہر نبوت کی طرح مہر ولایت ہوگی، جو سچی حقیقت تھی)

ان احادیث میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ فہرست مذکورہ میں موجود ہے اب یہاں سے امامنا مہدی علیہ السلام کے مقام پیدائش کی حدیث لکھی جاتی ہے۔ جلال الدین سیوطی نے جو خود محدث ہیں کتاب العرف الوردی فی اخبار المہدی میں دو محدثوں ابو نعیم اور ابو بکر ابن المقری کے حوالہ سے یہ حدیث لکھی ہے۔

عن ابن عمرؓ قال النبیؐ یخرج المہدی من قریۃ یقال لہا کریمۃ۔

ابن عمر کہتے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ مہدی ایسے قریہ سے ظہور کریں گے جس کو کریمۃ کہا گیا ہے۔

شہر جونپور کو فیروز تغلق نے سنہ ۷۵۲ھ میں آباد کیا اس کا اصلی نام مہابھارت کے زمانہ میں کریمۃ مشہور تھا جو کری یا چاریہ سپہ سالار کے نام سے آباد کیا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو کتاب بھارت کا پراچین اتہاس صفحہ (۹۰) قدیم ایڈیشن بزبان ہندی۔

امامنا مہدی علیہ السلام کی مختصر تاریخ

جب خدا کو کسی بات کا ظہور مقصود ہوتا ہے تو قدرت سے اس کے اسباب بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ بات ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ خدا کو منظور تھا کہ موجودہ جونپور سے جس کا قدیم نام کریمۃ تھا جیسا کہ ہم نے حدیث نبوی کا

حوالہ دیا ہے امام مہدی پیدا ہو جائیں تو قدرت نے اس کے اسباب پیدا کر دیئے۔ ہمارے امام علیہ السلام کے دادا سید عثمان صاحب بیرون ہند سے ہند میں آئے جونپور میں رہائش اختیار کی انہیں اس کی خبر نہ تھی کہ جونپور ہی امام مہدی کے ظہور کا مقام تھا صرف قدرت نے انہیں بھیج دیا وہ آ کر یہاں رہ گئے آپ کے ایک فرزند ہوئے جن کا نام سید عبداللہ رکھا گیا یہ نام بھی اتفاقیہ رکھا گیا مگر قدرت کو رسول اللہ صلعم کے باپ کے نام کی مطابقت منظور تھی پھر سید عبداللہ صاحب کی شادی بی بی آمنہ عرف آغا ملک سے ہوئی یہ نام بھی رسول اللہ صلعم کی والدہ کے نام سے مطابق تھا۔ سید عبداللہ صاحب کو دو فرزند ایک سید احمد دوسرے سید محمد تھے یہ دوسرا نام اس لئے رکھا گیا کہ رسالتمآب صلعم نے خواب میں آ کر سید عبداللہ صاحب سے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس فرزند کا نام اپنے نام سے موسوم کیا ہے اسی طرح سید عبداللہ صاحب کے دادا کا نام سید قاسم تھا اس لئے انہوں نے سید محمد کی کنیت ابو القاسم رکھی جو رسول اللہ صلعم کی کنیت سے مطابق تھی آپ کا شجرہ نسب امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ ہمارے امام حسینی ہیں تو آپ کی والدہ بی بی آمنہ حسنی ہیں۔ امامنا مہدی علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کی طرح ۴۰ سال کے بعد دعوت مہدیت فرمائی جونپور سے فراہ پہنچنے تک ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ پر ایمان لائے۔ رسول اللہ صلعم کی طرح ۲۳ سال تک مہدیت کی دعوت کرتے ہوئے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی بمقام فرح آپ کا روضہ مبارک تیار ہوا۔

اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے امام کا نام مقام نسب تعداد ذاتی وغیرہ یہ سب کچھ احادیث نبوی کے مطابق ہے ہم صرف اسی بات کو نہیں دیکھتے کہ

آپ محمد بن عبداللہ ہیں بلکہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آپ کی کنیت بھی وہی ہے جو رسول اللہ صلعم کی کنیت تھی پھر ہم آپ کی والدہ کے نام کو رسول اللہ کے نام سے مطابق پاتے ہیں آپ کا حلیہ بھی رسول اللہ صلعم کے حلیہ سے مطابق ہے پیدائش کی جگہ بھی رسول اللہ صلعم کی حدیث کے مطابق کرکتہ واقع ہوئی ہے آپ کا آل یا عترت رسول اللہ صلعم ہونا بھی ظاہر ہے۔ آپ کا تقدس ذاتی ایسا کہ لوگ آپ کو سید الاولیا کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

اس کے بعد ایڈیٹر صاحب تجلی کی ترافیات ملاحظہ ہوں لکھتے ہیں۔ ہمارے دیوبند میں بھی سادات مل جائیں گے اصلی سادات کے سوا نقلی سادات بھی بے شمار ہیں سید ہونا ہی جب مہدیت کے لئے کافی ہو تو بڑی آسانی سے ایک ہزار ایک سو ایک مہدی ہندوستان جنت نشان میں پیدا کئے جاسکتے ہیں رہی والد اور والدہ کے نام میں مطابقت تو یہ بھی کوئی مشکل نہیں ہے۔ نام رکھنا تو ہر شخص کے اختیار میں ہے اسکیم بنا کر آپ اگلی ہی نسل میں درجنوں مہدی ظہور میں لاسکتے ہیں"

دراصل ہم سیادت ہی کو نہیں دیکھتے بلکہ اُن تمام آثار و علامات کو دیکھتے ہیں جنکی خبر رسول اللہ صلعم نے دی ہے۔ چونکہ ہمارے امام علیہ السلام میں رسول اللہ صلعم کے بتائے ہوئے تمام آثار و علامات موجود تھے اس لئے ہم آپ کو مہدی موعود مانتے ہیں۔

تعین تشخص کے اصول پر بحث کیجائے اور ہم کسی کی تلاش میں نکلیں جس کا نام خالد ہے فرض کرو یہ خالد نامی جہاں رہتا ہے وہاں بیدرہ بیس خالد اور بھی رہتے ہیں اس وقت ہم کو اس کے باپ کا نام بتانا ہوگا تاکہ اصل خالد مل جائے فرض کرو خالد جسکو ہم تلاش کر رہے ہیں راشد کا بیٹا ہے تو اب

خالد بن راشد آسانی سے مل جائے گا لیکن ہر خالد کے باپ کا نام راشد نہ ہوگا اور ہر خالد کی والدہ کا نام بھی مختلف ہونا ضروری ہے۔ ایک ہزار ایک سو ایک سادات اصلی و نقلی فراہم ہو بھی جائیں تو سب کے والد و والدہ کے نام رسول اللہ صلعم کے والد و والدہ کے نام کے مطابق ہونا پھر رسول اللہ صلعم کا حلیہ اور جائے پیدائش بھی وہی ہو جو حدیث نبوی میں آئی ہے محالات سے ہے۔ صرف ایڈیٹر صاحب تجلی ہی ایسے باکمال آدمی ہیں جو اسکیم بنا کر والد و والدہ کی مطابقت اور دوسری باتوں کے ساتھ درجنوں مہدی ظہور میں لاسکتے ہیں جو ناممکن ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو آثار و علامات رسول اللہ صلعم کے بتائے ہوئے ہمارے امام مہدی سید محمد جونپوری میں پائے گئے ہیں وہ آئندہ کسی میں نہیں پائے جاسکتے۔ ہمارے امام علیہ السلام سے پہلے سو لوگوں نے دعوت مہدیت کی ہے لیکن کسی میں وہ جامعیت نہیں پائی گئی جو ہمارے امام علیہ السلام میں تھی۔ اس لئے سید محمد جونپوری ہی مہدی موعود ہیں۔

ناظرین! ایڈیٹر صاحب نے ایک تعریض یہ بھی کی ہے کہ" جناب سید محمد جونپوری میں آخر کونسا سرخاب کا پر ہے جو انہیں ہی مہدی موعود مانا جائے"۔

حضرت آدم علیہ السلام سے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے پیغمبر آئے وہ سب اپنے خاص آثار و علامات کے ساتھ آئے ہیں ماننے والوں نے مان لیا کسی نے کسی پیغمبر سے سرخاب کا پر تلاش نہیں کیا اب امام مہدی کے ساتھ کونسا سرخاب کا پر تلاش کیا جائے گا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے آثار و علامات کے ساتھ سید محمد جونپوری کا

آجانا خود سرخاب کا پر ہے۔ اس کے سوا اور کونسا سرخاب کا پر تلاش کیا جانا ضروری ہے۔

ناظرین ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ "خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی ایسی ہستی پیدا نہیں ہونی ہے جس پر ایمان لانے کا سوال پیدا ہو"۔

احادیث مہدی کی نسبت علما کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ وہ سب تواتر معنوی کی حد تک پہنچ گئی ہیں اصول شاشی میں لکھا ہے کہ متواتر علم قطعی کو واجب کرتا ہے اس کا رد کرنا کفر ہے۔ جب متواتر کا رد کفر ہے تو اس کو مان لینا عین ایمان ہوگا۔

حدیث ثوبان وابن عمر جو اس سے پہلے لکھدی گئی ہے اس میں امام مہدی کو خلیفۃ اللہ کہا گیا ہے خلیفۃ اللہ کو مان لینا داخل ایمان ہوگا نہ کہ خارج ایمان۔

حدیث ثوبان میں فبایعوہ اور حدیث ابن عمر میں فاتبعوہ کے الفاظ آئے ہیں یعنے مہدی سے بیعت کرو۔ اور ان کی اتباع کرو۔ یہ دونوں باتیں رسول اللہ صلعم سے مروی ہیں تو رسول اللہ صلعم کا حکم ماننا داخل ایمان ہوگا یا خارج ایمان۔

اس سے پہلے ایک حدیث بیان کی گئی ہے جس میں رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا یختم اللہ بہ الدین کما فتحہ بنا یعنے خدا مہدی پر دین کو ختم کرے گا جیسا کہ اس کو ہم سے شروع کیا ہے" جو شخص خاتم دین یا خاتم الاولیا ہو اور وہ بھی خدا کی طرف سے تو اس کا ماننا داخل

ایمان ہوگا یا خارج ایمان۔

اس سے پہلے مرقاۃ شرح مشکوۃ کے حوالہ سے چند حدیثیں لکھی گئی ہیں کہ امام مہدی رسول اللہ صلعم کی طرح دافع ہلاک امت ہیں تو پھر آپ کا ماننا داخل ہوگا یا خارج ایمان۔

قبل ازیں بعض حدیثیں لکھدی گئی ہیں کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی یا قیامت اس وقت تک نہ آئیگی جب تک مہدی پیدا نہ ہوجائیں۔ ایسی اہم ہستی کو مان لینا داخل ایمان ہوگا یا خارج ایمان۔ اس کے بعد یہ کونسی منطق ہے کہ قیامت تک کوئی ایسی ہستی پیدا نہیں ہونی ہے جس پر ایمان لانے کا سوال پیدا ہو۔ یا للعجب۔

انکشاف

ناظرین! ایڈیٹر صاحب تجلی نے ماہنامہ نومبر ۱۹۶۴ء میں ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے "ایسا ہر شخص جو یہ دعویٰ لیکر اٹھے کہ مجھے مانو ورنہ کافر ہوگے ایسے کتے کے مانند" "جو ریل گاڑی کو دیکھکر بھونکتا ہے اور جو لوگ اس دعوی کے بھرے میں آجائیں" "ان کی باتیں گیدڑوں کے اس شور وغوغا کی مانند ہیں جسے آپ جاڑوں کی راتوں میں" "سنتے ہیں"

اس عبارت میں "ہر شخص" کا جملہ کلی منطقی۔ "دعوی لیکر اٹھے" فعل مضارع ہے جو زمانہ حال اور مستقبل دونوں پر دلالت کرتا ہے دعوی سے مراد دعوی مہدیت کے ہے کیونکہ عنوان میں مہدی جونپوری کے الفاظ ہیں۔

ایڈیٹر صاحب تجلی اپنی مندرجہ تحریر سے بہت خوش ہیں کہ میں نے فرقہ مہدویہ

کے امام سید محمد جونپوری اور خود فرقہ مہدویہ پر کاری ضرب لگا دی ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اس ضرب کا اثر نہ فرقہ مہدویہ کے امام پر پڑا ہے نہ فرقہ مہدویہ پر کیونکہ ایڈیٹر صاحب کی تحریر ظاہر کر رہی ہے کہ ہر شخص جو زمانہ حال یا استقبال میں یہ دعویٰ مہدویت لیکر اٹھے وہ کتے کے مانند ہے اور اس کے ماننے والے لیڈر ہیں۔ فرقہ مہدویہ کے امام آج سے پانسو سال پہلے تھے وہ زمانہ حال یا استقبال کے امام نہیں ہو سکتے اگر ایڈیٹر صاحب زمانہ ماضی کا لحاظ رکھکر اس طرح لکھتے کہ جس نے یہ دعویٰ لے کر اٹھا ہے وہ کتے کے مانند ہے اور اس کے ماننے والے گیدڑ ہیں تو اس کا اثر ضرور فرقہ مہدویہ پر پڑتا۔ جب ایڈیٹر صاحب نے فعل مضارع استعمال کیا ہے تو دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں کون دعویٰ کرے گا اس کا حال خدا ہی بہتر جانتا ہے لیکن زمانہ آئندہ کی حد تک ہم کو معلوم ہے کہ اہل تشیع کے امام غائب نزول عیسیٰ کے زمانہ میں اہل تشیع کے اعتقاد کے موافق مہدی موعود بن کر آنے والے ہیں چونکہ وہ ان کے امام معصوم ہیں اس لئے ان کے پاس ان کا انکار کفر ہی ہوگا۔

دوسرے اہل سنت کے امام مہدی قیامت کے قریب ظہور کریں گے اور نزول عیسیٰ بھی اسی زمانہ میں ہوگا چونکہ امام مہدی حدیث ثوبان و ابن عمر کے لحاظ سے خلیفۃ اللہ یا مامور من اللہ ہیں اور خود مہدی احادیث متواتر المعنی سے ثابت ہے اس لئے امام مہدی کا انکار کفر ہوگا۔ اور رہی بات جابر بن عبداللہ کی روایت مرفوع سے بھی جس کے الفاظ یہ ہیں من کذب بالمھدی فقد کفر (جس نے مہدی کو جھٹلایا وہ کافر ہے) ظاہر ہے۔ پھر تو ایڈیٹر صاحب کی تحریر کا اثر انہی دونوں فرقوں کے

اماموں پر پڑے گا۔

ایڈیٹر صاحب تجلی بہت کچھ تاویلات کریں گے کہ اہل تشیع و اہل سنت کے اماموں کا تصور میرے دماغ میں نہ تھا یہ عذر بالکل غلط ہوگا کیونکہ اہل علم الفاظ کی دلالت کو دیکھتے ہیں کہ وہ کس معنی کو ثابت کرتی ہے کیا ایک فاضل دیوبند منطق کے کلیہ سے واقف نہیں ضرور واقف ہیں "ہر شخص جو یہ دعویٰ لیکر اٹھے" منطقی کلیہ ہے جس کے موضوع کے تمام افراد محمول میں داخل ہوتے ہیں جیسے ہم کہیں کہ کل انسان حیوان ہیں یا ہر انسان جاندار ہے تو انسان کا ہر فرد جاندار ثابت ہوگا کوئی فرد ایسا نہ ہوگا جو جاندار نہ ہو اسی طرح ہر شخص جو زمانہ آئندہ میں ہوگا اس پر کتے کی تشبیہ کا اثر پڑے گا۔ کلیہ بیان کر دینے کے بعد ایڈیٹر صاحب کی کوئی تاویل کارآمد نہیں ہو سکتی۔

اگر ہمارا یہ انکشاف صحیح ہے تو خدا نے فرقہ مہدویہ کے امام اور فرقہ کو بچا لیا ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ ایسا مشتبہ پلید اور طعون اعتراض اس قابل نہیں ہے کہ ہمیشہ کے لئے پرچہ تجلی میں محفوظ رہ جائے اہل تشیع و اہل سنت کی آئندہ نسلیں افسوس کریں گے کہ موجودہ زمانہ کے لوگوں نے کیوں تساہل سے کام لیا۔ ایڈیٹر صاحب کو بھی غیر ضروری تاویلات کر کے صفحات کالے کرنے کے بجائے دو تین سطور الفاظ کی واپسی کے لکھ دینا آسان تر ہے تاکہ ہر دو فرقوں کے لئے باعث اطمینان ہو کیونکہ یہ بات ان کے عقیدہ سے متعلق ہے۔

اگر ایڈیٹر صاحب کہیں کہ میری تحریر میں لفظ "ایسا" استعمال

کیا گیا ہے جس کا اشارہ اوپر کی تحریر کی طرف ہے۔ ہم اوپر کی تحریر بھی یہاں لکھ کر بتا دیتے ہیں۔

" خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی ایسی ہستی پیدا نہیں ہوتی ہے جس پر ایمان لانے کا سوال پیدا ہو" اس عبارت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدی پر ایمان لانے کا سوال پیدا نہیں ہوتا اب ایسا ہر شخص جو آیندہ زمانہ میں امام مہدی بن کر آئے اور یہ دعویٰ لیکر اٹھے کہ مجھے مانو یعنی ایمان لاؤ ورنہ کافر ہوگے۔ ظاہر ہے کہ آیندہ زمانہ میں جب امام مہدی کا انکار کفر ہے تو پھر ان کا ماننا ایمان ہی ہوگا۔

بہرحال ہر شخص آیندہ زمانہ میں مہدیت کا دعویٰ کرے یا خود پر ایمان لانے کا دعویدار ہو وہ اس لعنتی اور مذموم زد میں آجائے گا "وما علینا الا البلاغ"
احتیاط اسی میں ہے کہ اعتراض کو مرتفع کرالیا جائے۔ اگر اہل تشیع و اہل سنت زد نہیں نکالنا چاہتے تو ان کو اختیار حاصل ہے۔

ناظرین! اب ایڈیٹر صاحب کا گریز ملاحظہ ہو شاید اہل تشیع و اہل سنت نہ اٹھ کھڑے ہوں اس لئے انہوں نے بچاؤ کا طریقہ یہ نکالا کہ ماہنامہ جنوری ۱۹۶۵ء کے صفحہ (۵) دوسرے کالم کے آخری حصہ میں ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں سائل کا جو جواب بحالت موجودہ ہم نے دیا ہے وہ بھی اپنی معنوی صداقت اور اعتقادی حیثیت سے آج بھی ایسا ہی درست ہے جیسا کل تھا۔ آج بھی ہم صاف لفظوں میں ببانگ دہل کہتے ہیں کہ جو شخص خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے آج تک کی کسی بھی ہستی کے بارے میں یہ دعویٰ لیکر " اٹھتا ہے" کہ اسے مامور من اللہ مانو ورنہ کافر قرار پاؤگے یا تو وہ نشے میں ہے یا شیطان گزیدہ ہے یا خاتر العقل ہے۔

پہلی عبارت کہاں یہ دوسری عبارت کہاں دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے

پہلی عبارت میں یہ الفاظ ہیں " ایسا ہر شخص جو یہ دعویٰ لیکر اٹھے کہ مجھے مانو ورنہ کافر ہوگے وغیرہ اس میں اصل دعویداروں کی طرف اشارہ ہے۔ جو لوگ اس دعویٰ کے بھنور میں آجائیں ان کی باتیں گیدڑوں کے اس شور و غوغا کی مانند ہیں اس فقرہ میں دعویداروں کے ماننے والوں کی طرف اشارہ ہے۔

دوسری عبارت میں یہ الفاظ آئے ہیں "جو شخص خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے آج تک کی کسی بھی ہستی کے بارہ میں یہ دعویٰ لے کر اٹھتا ہے کہ اسے مامور من اللہ مانو ورنہ کافر قرار پاؤگے یا تو وہ نشے میں ہے یا شیطان گزیدہ ہے یا فاتر العقل" اس عبارت میں دعویداروں کا کوئی ذکر نہیں بلکہ اس میں مامور من اللہ کے ماننے والوں کا ذکر ہے اسی کو مخمور، شیطان گزیدہ یا فاتر العقل قرار دیا گیا ہے۔

پہلی عبارت میں ہر شخص جو یہ دعویٰ لیکر اٹھے فعل مضارع ہے جس کا اطلاق موجودہ زمانہ پر بھی ہوتا ہے اور آیندہ پر بھی۔ دوسری عبارت میں جو شخص خاتم المرسلین کے بعد سے آج تک کی کسی ہستی کے بارہ میں یہ دعویٰ لیکر اٹھتا ہے فعل حال بیان کیا گیا ہے جس میں آیندہ زمانہ کا ذکر نہیں۔

قبل ازیں آیندہ زمانہ میں آنے والے اہل تشیع؛ اہل سنت کے اماموں پر جو زد پڑ چکی ہے اس کی تلافی کی کیا صورت ہے۔ سوائے اس کے کہ ایڈیٹر صاحب تجلی اپنے الفاظ واپس نہ لیں کوئی تلافی نہیں ہوسکتی کیونکہ فعل حال بیان کرنے سے فعل آیندہ کی نفی نہیں ہوتی۔ جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

اگر ایڈیٹر صاحب یہ بیان کرتے کہ پہلے غلطی ہو چکی ہے اب میں اس کی تلافی کرتا ہوں تو پھر بھی ایک بات تھی مگر وہ کس خوبی سے بیان کرتے ہیں کہ "جو جواب بحالت موجودہ ہم نے دیا ہے وہ بھی معنوی صداقت اور اعتقادی حیثیت سے آج بھی ایسا ہی درست ہے جیسا کل تھا" کل تو ایڈیٹر صاحب نے دعویداروں کے ماننے والوں کو گیدڑ بنایا تھا آج انہی دعویداروں کے ماننے والوں کو ثمود شیطان گزیدہ یا فاتر العقل بنا رہے ہیں اسی طرح کل اصل دعویداروں کو کتے سے تشبیہ دی تھی اور آج ان دعویداروں کا نام تک نہیں لیتے تاکہ اہل تشیع اور اہل سنت اکھڑ نہ جائیں۔ کل کے فعل مضارع سے جو زد پڑ چکی ہے وہ آج بھی قائم ہے۔

پہلی بحث جو زمانہ آیندہ سے متعلق تھی اس کو نظر انداز کرکے دوسری بحث زمانہ حال تک اس لئے محدود کردی گئی ہے کہ فعل آیندہ کو قائم رکھنے سے آیندہ آنے والے اماموں پر زد پڑتی ہے۔ اس لئے گول مول طریقہ پر زمانہ حال کا ذکر کرتے ہوئے دامن چھڑا لینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ فعل آیندہ کا مفہوم صاف صاف کہہ رہا ہے کہ تیر نکل چکا آیندہ آنے والے اماموں پر زد پڑ چکی۔ اور فعل حال ایک بہانہ ہے تاکہ فعل آیندہ کا تصور لوگوں کے ذہن سے نکل جائے۔

ہم نے قبل ازیں ثابت کردیا ہے کہ فرقہ مہدویہ کے امام اور فرقہ مہدویہ دونوں بھی بفضل خدا زد سے بچ گئے ہیں اب ایڈیٹر صاحب کو چاہئے کہ وہ اہل تشیع و اہل سنت کے ہر دو اماموں اور ان کے ماننے والوں سے تلافی کی صورت نکالیں جو الفاظ کے واپس لینے سے نکل سکتی ہے یا معافی مانگنے سے۔ ہم مہدوی وہ نہیں ہیں کہ اپنی بلا ٹل جائے تو دوسروں کا تماشا دیکھا کریں

اس لئے ہم نے اس مسئلہ کا اعلان کردیا ہے۔ ہر دو فرقہ جات مذکور جو چاہیں کریں

ناظرین! ایڈیٹر صاحب کو سب سے زیادہ رنج مسئلہ تکفیر کا ہے حالانکہ یہ الزام فرقہ مہدویہ پر غلط بلکہ بہتان ہے جس طرح مسلمانان عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ماننے والوں کو تعمیم کے ساتھ کافر کہتے ہیں۔ اور تخصیص کے ساتھ شخصی حیثیت سے کسی کا نام لیکر کافر نہیں کہتے اسی طرح مہدویہ کے پاس بھی تعمیم جائز ہے جس میں نہ تخصیص ہے نہ شخصی حیثیت۔ امام علیہ السلام نے یزید بدبخت کا بھی صاف حکم نہیں دیا ہے چہ جائیکہ ہم کسی کو کافر کہیں۔ شخصی حیثیت سے نہ ہماری کسی کتاب میں تکفیر کا حکم بیان کیا گیا ہے نہ مہدویہ میں سے کوئی کسی کا نام لیکر فتوی دیتا ہے۔ اس الزام کو ایڈیٹر صاحب نے بم شاپہ قرار دیا ہے جو بالکل غلط ہے۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ خود ایڈیٹر صاحب نے بم چلا کر فرقہ مہدویہ کے سب لوگوں کو مجروح کردیا ہے ایڈیٹر صاحب اہل سنت اور اہل تشیع پر کیا الزام لگائیں کے جن کے پاس تعمیم کے ساتھ ان کے معتقد علیہ امام مہدی کا انکار خود کفر ہے۔ اس اعتقاد کی بنیاد اخبار و روایات پر ہے عقد الدرر میں جابر بن عبداللہ سے روایت آئی ہے۔

قال قال رسول اللہ صلعم من کذب بالدجال فقد کفر ومن کذب بالمھدی فقد کفر۔	رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے جس نے دجال کو جھٹلایا وہ کافر ہوگا اور جس نے مہدی کو جھٹلایا وہ کافر ہوگا

ابو القاسم سہیلی نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔ برزنجی اور شیخ امام بدرالدین احمد بن محمود بخاری صاحب نے ہدایت الکلام میں لکھا ہے۔

خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں لکھا ہے

قال رسول اللہ صلعم من انکر خروج المہدی فقد کفر۔	رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے جس نے ظہور مہدی کا انکار کیا وہ کافر ہوگا۔

یحییٰ بن محمد حنبلی مفتی مکہ نے باوجود مخالف مہدویہ ہونے کے اپنے فتوی میں لکھتے ہیں۔

واما من کذب بالمہدی الموعود فقد اخبربہ علیہ السلام بکفرہ	جس نے مہدی موعود کو جھٹلایا رسول اللہ صلعم نے اس کے کفر کی خبر دی ہے۔

اس سے پہلے ہم نے لکھ دیا ہے کہ احادیث متواتر المعنی کا انکار کفر ہے اب ایڈیٹر صاحب بتائیں کہ یہ کس کے اقوال ہیں کیا یہ اقوال فرقہ مہدویہ کے ہیں

ایڈیٹر صاحب مسئلہ کفر کو جو حکم شرعی ہے گالی تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ترازو کے ایک پلڑے میں ماں بہن کی گالی رکھو دوسرے پلڑے میں کفر یہ دوسرا پلڑا بھاری ہوگا۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ قرآن میں کافروں و کافرین کے الفاظ جابجا آئے ہیں تو کیا خدا نے اپنے ان بندوں کو گالیاں دی ہیں جو پیغمبروں کا انکار کرتے تھے نعوذ باللہ منہا۔

اس میں شک نہیں کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں لیکن جب کوئی بات موجب کفر ہو تو اسلام کے تمام فرقے فتوی کفر دینے پر مجبور ہیں۔

جاء الحق وزھق الباطل کی ندا پر لکھتے ہیں کہ جس فرقے کے عقاید ایسے عجیبات پر استوار ہوں اس سے علم و عقل کے کن زاویوں سے گفتگو کیجیے استعجاب کی جگہ ہے جب امامنا مہدی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے آثار و علامات کے ساتھ ظاہر ہو چکے ہوں اور آپ کی ولادت

کے وقت یہ آواز سنائی دی ہو جو ارہاصات سے تعلق رکھتی ہے قابل تعجب کیوں۔ اگر ایڈیٹر صاحب ہمارے امام علیہ السلام کو مہدی موعود نہیں مانتے تو کم از کم وہ ولی کامل ضرور مانتے ہیں جیسا کہ جنوری ۱۹۶۵ء کے تجلی کے پرچے میں کئی جگہ نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ لکھے ہیں۔ ذرا شرح عقاید نسفی دیکھ لیجیے جس میں کرامات الاولیاء حق پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

عام طور پر مسلمانوں میں امام مہدی کے تعلق سے جو غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے وہ یہ ہے کہ امام مہدی روئے زمین کے بادشاہ ہوں گے زمین سے خزانے نکالیں گے عدل و انصاف روئے زمین پر دین و ایمان پھیلا دیں گے یہ ایسی غلط فہمی ہے کہ جس کا علاج ہی محالات سے ہے یہ غلط فہمی حدیث نبوی کے الفاظ (یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً (یعنے امام مہدی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسی کہ وہ ظلم و جور سے بھر دی گئی ہوگی) غلط معنی لینے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے لوگ اتنا نہیں خیال کرتے کہ امام مہدی روئے زمین کے بادشاہ کیسے ہوں گے جبکہ آدم سے ایندم تک ایسا کوئی بادشاہ نہ ہو سکا۔ تاریخ خود اس سے انکار کرتی ہے۔ حدیث مذکور میں خزانوں اور قسطاً وعدلاً کا اور ظلماً وجوراً سے گمراہی یا ضلالت کا استعارہ ہے مطلب یہ ہوا کہ امام مہدی دین و ایمان پھیلائیں گے گمراہی کو دور کر دیں گے حدیث مذکور کے الارض کے الفاظ میں جو الف لام آیا ہے اس کو استغراقی سمجھ کر روئے زمین مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ استغراق کے لئے نہیں ہے بلکہ جنس کے لئے امام مہدی زمین کے ان حصوں میں دین و ایمان پھیلائیں گے جہاں وہ جائیں گے تمام دنیا کے ہر حصہ میں دین و ایمان پھیلا دینا یہ ایسی بات ہے جو پیغمبروں سے بھی ناممکن تھی۔ ہر پیغمبر کے

زمانہ میں جس قدر خدا کو منظور تھا تھوڑے بہت لوگ ایمان لائے باقی اپنے
کفر پر اڑے رہے نوح علیہ السلام نے ۹۵۰ سال کی عمر پائی اسّی سال کے بعد
وحی آئی تمام عمر دعوت میں مصروف رہے صرف بہ اسّی آدمی آپ پر ایمان
لائے باقی سب کافر رہے۔ حضرت شعیب کے بارہ میں ولا تفسدوا
فی الارض بعد اصلاحہا یعنے زمین پر اسکی اصلاح کے
بعد فساد برپا نہ کرو کے الفاظ آئے ہیں یہاں بھی الارض کا لفظ ہے مگر
دنیا کی ساری زمین مراد نہیں ہے صرف زمین مدین مراد ہے مگر خدا کے الفاظ
سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام سرزمین کے لوگ ایمان لاچکے ہیں۔ اب اس میں
خرابی نہ پیدا کرو حالانکہ مدین کے سب لوگ حضرت شعیب پر ایمان
نہیں لائے چند آدمیوں کے ایمان لانے کو خدا نے ساری زمین اصلاح
پاچکی ہے فرمادیا حقیقت یہ ہے کہ حضرت شعیب کا آجانا خود اصلاح
زمین ہے خواہ کوئی ایمان لائے نہ لائے اسی طرح یملاء الارض قسطاً
وعدلاً کے معنی یہی ہیں کہ امام مہدی جس سرزمین پر آجائیں وہاں
کے لوگ جن کی قسمت میں ایمان ہے ضرور ایمان لائیں گے رہا یہ کہ
روئے زمین کے تمام لوگ ایمان لائیں گے۔ یہ بات خلاف مشیت
خدا ہے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے ولو شاء ربك لجعل الناس
امة واحدة ولا یزالون مختلفین الا من رحم
ربك ولذلك خلقهم۔ یعنے اگر تمہارا پروردگار چاہتا
تو تمام لوگوں کو ایک ہی جماعت کردیتا وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے۔
مگر جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے اور اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے کہ وہ
مختلف رہیں) اسی آیت کی تفسیر میں معالم التنزیل میں متعدد فرقوں کا

نام بتایا گیا ہے کہ یہ سب قیامت تک اپنے اختلاف کے ساتھ قائم
رہیں گے والقینا بینهم العداوة والبغضاء الى يوم
القیامة یعنے ہم نے ان کے درمیان قیامت تک بغض وعداوت
ڈال دی ہے) سے بھی ثابت ہے کہ یہود ونصاریٰ قیامت تک
بغض وعداوت کے ساتھ قایم رہیں گے۔ نتیجہ یہ کہ دنیا کے سب لوگوں
کا ایک ہی دن پر متحد ہوجانا محالات سے ہے۔ پیغمبر اسلام کے زمانہ
میں بھی جو لوگ اسلام لانے والے تھے وہ لاچکے باقی عیسائیت
یہودیت اور مشرکین شرک پر جمے رہے اور آج تک بھی ان کا سلسلہ
قایم ہے اور قیامت تک قایم رہے گا۔

امام مہدیؑ کی عدالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت
سے ہرگز برتر یا بالا ثابت نہ ہوگی۔ اس لئے تمام دنیا کے لوگوں کا امام
مہدی پر ایمان لانے کا عقیدہ غلط ہی غلط ہے۔ اسی وجہ سے امامنا
مہدی علیہ السلام پر جتنے لوگوں کا ایمان لانا خدا کو منظور تھا ایمان لاچکے
اور بس۔

ہمارے امام مہدی سید محمد جونپوری نے ہزاروں میل کا سفر
کیا اس سے پہلے ہم نے جن مقامات کا ذکر کیا ہے ہر مقام پر جوق
جوق لوگ آتے اور ایمان لاتے تھے۔ ہدیہ مہدویہ میں بتایا گیا ہے کہ
نوسو نفوس امامنا علیہم السلام کے ساتھ ساتھ رہتے تھے حالانکہ اس
سے بھی زیادہ تعداد تھی مگر اس کو صحیح مانو تو یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کے ہمراہ
تھے جو لوگ ایمان لاکر اپنے اپنے وطن میں رہ گئے ان کی تعداد کیا ہوگی ظاہر
ہے اتنی بڑی تعداد کو ۲۳ سال کی مدت میں جو بے شمار تعداد کہی جاسکتی ہے

ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں کہ روئے زمین کے ظلم وفساد پر اتنا بھی اثر نہیں پڑا جتنا کسی پہلوان کے پیچھے لٹک جانے سے ریل کی رفتار پر پڑتا ہے یا جتنا بچہ کی ٹھوکر سے پہاڑ پر پڑ سکتا ہے۔ اگر کوئی مخالف اسلام یوں کہے کہ حضرت نوح نے نو سو پچاس سال کی عمر پائی اور اسی سال کے بعد سے عمر بھر تبلیغ فرمائی بیاسی آدمیوں کے ایمان لانے سے ایک پہلوان نے ریل کو روک دیا۔ یا بچے نے ٹھوکر سے پہاڑ کو اپنے جگہ سے ہٹا دیا۔ اسی طرح مدین کے چند لوگ حضرت شعیب پر ایمان لائے تھے چند آدمی ایک پہلوان بنکر ریل کو روک دے۔ یا وہ چند آدمی ایک بچہ کی سی ٹھوکر لگا کر پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دیے تھے اسی طرح بہت سارے پیغمبر ہیں کے ماننے والوں کی تعداد قلیل تھی تو انہوں نے پہلوان اور بچہ کا سا کام کر چکے تھے ریل رک گئی یا پہاڑ جگہ سے ہٹ گیا تھا۔ ایڈیٹر صاحب کا جواب کیا ہوگا۔

ایڈیٹر صاحب ماہنامہ جنوری ۱۹۶۵ء میں لکھتے ہیں کہ مہدی موعود کا زمانہ ابھی بہت دور ہے گویا وہ اسی خیال کی تائید میں ہیں کہ امام مہدی قیامت کے قریب آئیں گے جب نزول عیسیٰ علیہ السلام ہوگا حالانکہ یہ خیال احادیث کی روشنی میں بالکل غلط ثابت ہوتا ہے

حدیث صحیح میں آیا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر منہما (مسلم)

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جب دو خلیفوں سے بیک وقت بیعت کی جائے تو ان میں سے دوسرے کو قتل کردو۔

امام نووی شارح مسلم نے اس پر علما کا اتفاق و اجماع ہونا بیان کیا ہے۔

اتفق العلماء علی انہ لا یجوز ان یعقد لخلیفتین فی عصر واحد

علما کا اتفاق و اجماع ہے کہ دو خلیفوں سے ایک زمانہ میں بیعت جائز نہیں۔

اجتماع مہدی و عیسیٰ مان لیا جائے تو معاذ اللہ عیسیٰ کو قتل کرنا لازم آئے گا۔ کیونکہ مہدی پہلے سے موجود ہوں گے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے سامنے نازل ہوں گے۔

ہم نے قبل ازیں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے حوالے سے چند حدیثیں پیش کی ہیں جن میں عیسیٰ علیہ السلام کا آخر امت میں اور امام مہدی کا وسط امت میں آنا ظاہر ہوتا ہے اس سے ثابت ہے امام مہدی و عیسیٰ علیہما السلام ایک وقت میں جمع نہیں ہو سکتے اگر ایسا ہو بھی جائے تو امت کے دو فریق ہو جائیں گے ایک وہ جو امام مہدی کو مانتا ہے دوسرا وہ جو عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم کرتا ہے اس تفریق کو یقیناً اسلام گوارا نہیں کر سکتا۔

اب ہم زمانہ وسط کے دلائل پیش کرتے ہیں۔

(۱) ہم نے آیت یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم کی بحث میں حدیث ثوبان کی تطبیق کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ مہدی علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ زوال بغداد کے بعد ہوگا۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر کا خیال

بھی جیسا کہ ہم نے لکھدیا ہے یہی ہے کہ امام مہدی زوال بغداد کے
کے بعد نکلیں گے۔

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شعر

بنی اذا جاشت الترک فانتظر
ولایۃ مهدی یقوم فیعدل

سے بھی امام مہدی کے ظہور کا زمانہ ترکوں کے جوش میں آجانے کے بعد
ہوگا ترکوں سے مراد ہلاکو اور اس کی فوج ہے۔

(۳) عمار بن یاسر کی پیشین گوئی جو قبل ازیں لکھدی گئی ہے اس سے بھی
ظاہر ہے کہ خلیفہ مستعصم کے قتل کے بعد امام مہدی کا ظہور ہوگا۔

امامنا مہدی موعود علیہ السلام زوال بغداد سے (۱۹۱) سال کے
بعد آئے اور احادیث مذکور کے مصداق ثابت ہو چکے ہیں۔

ہم نے آیت بینہ کی تفسیر کے ضمن میں لکھا ہے کہ ایک مرد مومن آل
فرعون سے جو اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا کہا کہ کیا تم ایک شخص کو اس لئے
قتل کرتے ہو جو وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی
طرف سے بینات لیکر آیا ہے۔ اسی آیت کے سلسلہ میں خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے

ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم
بعض الذی یعدکم (یعنے اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس کے جھوٹ کا ضرر
اسی کو ہوگا اور اگر سچا ہوگا تو کوئی عذاب جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے واقع
ہو کر رہے گا)

امامنا مہدی علیہ السلام نے اپنے ایک سفر تبلیغ میں اسی آیت پر
وعظ فرمایا آپ کا منشاء یہ تھا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو اس کا ضرر مجھ پر ہوگا۔

اس میں تم ماننے والوں کا کیا نقصان ہے خدا مجھ سے پوچھے گا نہ کہ تم سے۔
اس وعظ کے بعد بے شمار لوگوں نے مہدیت کی تصدیق سے مشرف ہوگئے۔
ان میں بڑے بڑے علما بھی تھے جو اچھی طرح جانتے تھے کہ مہدی کا زمانہ
قریب ہے یا دور۔

ایک اور واقعہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض یہودیوں نے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے عذاب قبر کی نسبت پوچھا کہ ہوگا یا نہیں آپ نے فرمایا
ہاں ہوگا انہوں نے کہا کہ یہ ایک ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہے اس پر حضرت نے فرمایا
دو ہی باتیں ہیں نہ ہوگا یا ہوگا اگر نہ ہوگا تو چلو تم ہم برابر ہوگئے اگر ہوگا
تو ہماری عبادت کام آئے گی یا تمہارا انکار۔ اسی طرح امامنا مہدی موعود
سچے ہوں گے یا جھوٹے اگر جھوٹے ہیں تو ماننے والے نہ ماننے والے سب برابر
ہو جائیں گے اور اگر سچے ہیں تو ہمارا ماننا کام آئے گا یا انکار کرنے والوں
کا انکار۔

ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ "حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے
کہ مہدی موعود ایک ایسا ہی شہرۂ آفاق" "وسیع الاثر بلند قامت
انقلاب آفریں اور عبقری انسان ہوگا جس کی عظیم دعوت اور تہلکہ
انگیز جدوجہد کے" "محسوس و شاہد اثرات روئے زمین کو اسی طرح
اپنے احاطے میں لے لیں گے جس طرح سورج کی" "روشنی ہر طرف
پھیل جاتی ہے۔ دنیا میں غلغلہ مچ جائے گا۔ مشرق سے مغرب تک
چرچے ہوں گے" "الٹ پلٹ ہوگی تخت و تاج بدلیں گے حکومتوں
کے ایوان ڈھیر ہو جائیں گے روئے زمین کو ظلم" "و طغیانی سے خالی کرکے
عدل و پاکیزگی سے بھر دینا کوئی جادو کا کھیل تو نہیں شعبدہ تو نہیں"

"اس عظیم و جلیل تغیر کے وقت سارا عالم گونج اٹھے گا بھونچال آجائے گا"
ایڈیٹر صاحب کا لکھنا کہ "حدیث سے تو صاف معلوم ہو رہا ہے"
یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ تمام الفاظ جو آخر تک لکھے گئے ہیں وہ حدیث کے ہیں
اگر اس حدیث کو تجلی میں لکھ کر بتا دیتے تو ہم بھی ایڈیٹر صاحب کی صداقت
مان لیتے کہ واقعی انہوں نے جتنے الفاظ لکھے ہیں وہ سب حدیث میں موجود
ہیں۔ زمین کو عدل سے بھر دینے ظلم سے خالی کرنے کے سوا تمام الفاظ ایجاد کردہ
ہیں۔ بھونچال بھی بعض حدیثوں سے ثابت ہے جس کا وقوع بزمانہ امام
علیہ السلام جونپور میں ہو چکا ہے۔

ایڈیٹر صاحب کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ امام مہدی روئے
زمین کے انقلاب انگیز بادشاہ ہوں گے۔ حالانکہ آپ کے بادشاہ روئے زمین
ہونے کی کوئی حدیث ہی نہیں ہے۔ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت
کتاب حقوق میں لا اکلم معکم لان رئیس هذا العالم
یاتی (یعنے میں تم سے کلام نہ کروں گا کیونکہ اس دنیا کا رئیس آرہا
ہے) آیا ہے لیکن آپ روئے زمین کے ظاہری بادشاہ کہاں ہوئے پھر
آپ کے زمانہ زندگی میں جس قدر لوگوں کو ایمان لانا منظور خدا تھا وہ سب
آپ پر ایمان لا چکے ان کے سوا بے شمار عیسائی عیسائیت پر یہودی یہودیت
پر مشرکین شرک پر قائم رہے اب تک قائم ہیں آئندہ قیامت تک
قائم رہیں گے وہ کونسا زمانہ آئے گا کہ امام مہدی مختلف مذاہب کو ایک
مذہب میں متحد کر دیں گے۔ کیا امام مہدی کی قوت رسول اللہ صلعم کی قوت
سے بڑھ کر بالاتا ثیر ہوگی۔ امام مہدی کے زمانہ میں دنیا کے سب لوگ آپ
پر ایمان لائیں گے۔ یہ عقیدہ بھی اک تماشا ہے۔

آیت ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ
ولا یزالون مختلفین (یعنے اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو سب
لوگوں کو ایک امت بنا دیتا وہ سب ہمیشہ مختلف رہیں گے) سے
ثابت ہے کہ خدا سب کو ایک امت بنانا نہیں چاہتا تو پھر امام
مہدی مشہور آفاق وسیع الاثر انقلاب آفرین عبقری انسان
ہو کر اپنی عظیم دعوت تہلکہ انگیز جدوجہد سے روئے زمین کو کس طرح
مشیت الہی کے خلاف اپنے احاطے میں لے لیں گے۔ اگر امام مہدی
پر روئے زمین کے سب لوگ ایمان لا لیں تو پھر عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان
لانے کے لئے کونسی نئی دنیا نئے آدم پیدا ہوں گے۔

اکثر مسلمان جس حدیث سے امام مہدی کے بادشاہ ہونے کے قایل
ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں یملأ الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت
ظلماً و جوراً (یعنے مہدی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے
جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی) اس حدیث میں قسط و
عدل سے دین و ایمان اور ظلم و جور سے گمراہی کا استعارہ ہے نہ کہ
ظاہری بادشاہوں کی طرح عدل و انصاف۔

اس حدیث میں الارض سے دنیا کی تمام زمین مراد نہیں ہے
صرف اتنی زمین مراد ہو سکتی ہے جہاں امام مہدی تبلیغی جدوجہد
کریں گے۔ روئے زمین کی تبلیغی جدوجہد کسی پیغمبر کے زمانہ میں نہیں
ہوئی اس لئے امام مہدی پر بھی دنیا کے سب لوگ ایمان نہیں لا سکتے
صرف اس قدر لوگ ایمان لائیں گے جس قدر خدا کو منظور ہو۔
یملأ الارض کی حدیث میں وہ تمام الفاظ کہاں ہیں جنکو ایڈیٹر صاحب

نے بیان کیا ہے کہ مہدی موعود ایک شہرہ آفاق وسیع الاثر انقلاب
آفرین اور عبقری انسان ہوگا جسکی عظیم دعوت اور تہلکہ انگیز جدوجہد
کے محسوس ومشاہد اثرات روئے زمین کو اسی طرح احاطے میں لے لیں گے
جس طرح سورج کی روشنی ہر طرف پھیل جاتی ہے دنیا میں غلغلہ مچ جائیگا
مشرق سے مغرب تک چرچے ہوں گے الٹ پلٹ ہوگی تاج وتخت
بدلیں گے حکومتوں کے ایوان ڈھیر ہو جائیں گے۔ اگر ایڈیٹر صاحب
کے خیال میں کوئی دوسری حدیث ہے تو وہ اپنے الفاظ کو حدیث کے
الفاظ سے مطابق کرکے بتائیں گے ورنہ یہ سب الفاظ ایڈیٹر صاحب
ہی کے ایجاد کردہ ثابت ہوں گے۔

جب ایڈیٹر صاحب نے الفاظ کی ایجاد کی ہے تو پھر ان کا یہ
کہنا کہ "اسلام مغلوب اور اقتدار اسلام مفقود ہے اس لئے ہر شخص
فرعون بے سامان بنا ہوا ہے قرآن واحادیث کو خواہشات کا کھلونا
بنا لینے کا مشغلہ عام طور پر جاری ہے اس کا علاج دلیل ومنطق سے
نہیں صرف دُرّہ فاروقی ہی سے ممکن تھا اب درہ نہیں تو جبر کے سوا چارہ
نہیں" کس پر صادق آئے گا فرقہ مہدویہ پر یا خود ایڈیٹر صاحب پر۔
جنہوں نے حدیث کا نام لیکر اپنی طرف سے الفاظ گھڑ لئے ہیں۔

ایڈیٹر صاحب تجلی کی کیفیت ملاحظہ ہو جس حدیث میں ایڈیٹر صاحب
کے ایجاد کردہ الفاظ ہیں وہ تو صحیح لیکن جس حدیث کے الفاظ صحیح بھی ہیں تو
اس پر بے وجہ تنقید کرکے کہتے ہیں کہ وہ امامنا علیہ السلام پر صادق نہیں
آتی مثلاً جنوری ۱۹۶۵ء کے پرچہ میں کتابچہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں
یہ روایت انجمن کی فرمائش پر شائع ہوئی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہ "میں تم کو مہدی کی خوشخبری دیتا ہوں جو ایک شخص "قریش"
سے میری امت میں لوگوں کے اختلاف اور زلزلوں کے وقت بھیجا جائے گا
"پس زمین کو ایسے عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم و
ستم سے بھری ہوئی ہوگی" اس سے زمین والے خوش ہوں گے اور مال
صحیح تقسیم کرے گا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ صحیح کے "کیا معنی ہیں آپ
نے فرمایا لوگوں میں سویت (برابری) کے ساتھ تقسیم کرے گا اور امت
محمدی کے" دلوں کو استغنا سے بھر دے گا اس کا عدل لوگوں کے لئے عام
ہوگا" یہ لکھکر ایڈیٹر صاحب پوچھتے ہیں کہ ۸۴۷ھ سے ۹۱۰ھ تک
جو حضرت جونپوری کا زمانہ حیات ہے ایک دن بھی ایسا آیا جس
میں ظلم وجور وشرک وزندقہ سے بھری ہوئی دنیا عدل وامانت وحق
وصداقت سے معمور ہوگئی۔ اس حدیث کے مندرجہ علامات میں زلزلے
اختلافات اور خونریزیاں ہوچکیں جو علامہ جلال الدین سیوطی
کے رسالہ زلازل اور جونپور نامہ اور دیگر کتب سے اس کا ثبوت
ملتا ہے۔ امامنا مہدی علیہ السلام اور آپ کے باپ اور ان کے نام کی
مطابقت کا حال ہم نے پہلے لکھدیا ہے۔ استغنا کا ثبوت اس واقعہ
سے ملتا ہے کہ ایک دفعہ سلطان غیاث الدین خلجی نے ساٹھ توڑے
روپئے اشرفی وغیرہ زر وجواہر سے بھرے ہوئے اور ایک تسبیح
محمودی ایک کروڑ کی قیمت کی روانہ کی تھی امامنا علیہ السلام نے
تمام رقم لانے والوں کو دیدی تسبیح ایک دف نواز کو ملی جو بعد میں
آیا تھا آپ کی سویت کا حال مشہور آفاق ہے سب کے
برابر آپ خود بھی ایک حصہ لیا کرتے تھے اب رہی عدل وانصاف اور

ظلم و ستم کی بحث ہم نے پہلے ہی لکھ دیا ہے کہ عدل و انصاف
سے مراد دین و ایمان اور ظلم و ستم سے گمراہی کا استعارہ ہے یہ بالا
خلاف ثابت ہے ۔ جس طرح تمام پیغمبروں نے حتیٰ کہ رسالتماب
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں سے کفر و بدعت کو دور
کرکے ان کے دلوں کو نور ایمان سے پر نور کر دیا اسی طرح امامنا مہدی
علیہ السلام نے بھی ۲۳ سالہ تبلیغی جد و جہد میں اپنے بے شمار ماننے
والوں کے دل سے گمراہی و بدعت کو دور کرکے ان کے دلوں کو نور ایمان
سے منور کر دیا اس پر بھی ایڈیٹر صاحب کس خوبی سے لکھتے ہیں کہ ۸۴۷ھ
سے سنہ ۹۱۰ھ تک حضرت جونپوری کا زمانہ حیات ہے ایک دن بھی ایسا
آیا جس میں ظلم و جور و شرک و زندقہ سے بھری ہوئی دنیا عدل و امانت
حق و صداقت سے معمور ہو گئی ۔ اس تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب
یہ چاہتے ہیں کہ تمام دنیا کے لوگوں سے کفر و ضلالت اس طرح نابود
ہو جائے کہ اس کا نام و نشان تک باقی نہ رہے جو ناممکن ہے
نہ یہ بات کسی پیغمبر کے زمانہ میں ہوئی نہ امام مہدی کے زمانہ میں
ہوگی ۔ جس طرح پیغمبروں نے اپنے ماننے والوں سے کفر و
بدعت کو مٹا دیا اسی طرح امامنا مہدی علیہ السلام نے بھی
اپنے ماننے والوں سے کفر و بدعت کو مٹا دیا ۔ اور وہ صاحب
ایمان بن گئے جو ماننے والے نہ تھے ان سے نہ کفر و بدعت
کا نہ ازالہ ہوا ہے نہ ہوگا ۔

ماننے والوں سے کفر و بدعت کے ازالہ کو مدارج النبوۃ
اس طرح لکھا گیا ہے ۔

کہ رسول اللہ صلعم کے اسما میں ایک اسم ماحی ہے یعنی کفر کو مٹانے
والے ۔ " ماحی آنکہ محو کردہ شد بوے سئیات کسیکہ اتباع
کردہ اند اورا " (ماحی وہ ہے جو اتباع کرنے والے کے گناہ
کو مٹا دے) یا للعجب ۔ ایڈیٹر صاحب کا خیال یہ ہے کہ جو
لوگ ماننے والے نہیں ہیں ان کے دلوں سے بھی بدعتیں دور ہو جانا
چاہئے جو کبھی ایسا ہوا ہے نہ ہوگا ۔

آگے چل کر ایڈیٹر صاحب امام مہدی کے ظاہری بادشاہ
ہونے کے قائل ہوتے ہیں جو یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ۔ جو شخص
خلیفۃ اللہ مامور من اللہ اور متبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہو وہ کیسے ظاہری بادشاہ ہو سکتا ہے جبکہ خود رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری بادشاہ نہیں تھے ۔

ایڈیٹر صاحب جنوری ۱۹۶۵ء کے ماہنامہ تجلی میں
لکھتے ہیں کہ گزشتہ چند ہفتوں سے ہمارے پاس ایک
ایسے مسئلہ پر خطوں کی بھرمار ہو رہی ہے جسکی اہمیت ہماری نظر
میں کچھ بھی نہیں ۔ ایڈیٹر صاحب بالکل صحیح فرماتے ہیں کیونکہ
کسی کے پیشوا کو کتے سے تشبیہ دیدینا اور اس کے ماننے والوں
کو گیدڑ ۔ مخمور ۔ شیطان گزیدہ یا ناقص العقل بنا دینا بڑی غیر اہم
بات تھی جس پر خطوں کی بھرمار ہو گئی ۔ ایڈیٹر صاحب کو یاد
رکھنا چاہئے کہ جب کسی فرقہ کی دل آزاری ہو تو اس فرقہ کا
ہر شخص جو چاہتا ہے لکھتا ہے کوئی سخت کوئی بہت سخت
کوئی نرم پیرایہ اختیار کرتا ہے ایک لیے گنا فرقہ پر بشدت

ضرب لگا دینا کوئی اہمیت کی بات نہ تھی خدا منتقم حقیقی ہے۔
اس کا انتقام جلد یا بدیر ظہور پذیر ہو کر رہتا ہے۔ فرقہ مہدویہ
کے امام اور مذکور کی صداقت تھی کہ خدا نے اپنا اعجاز دکھا
دیا۔ ایڈیٹر صاحب کے قلم ہی سے نعل حال و استقبال کا ایسا
جملہ نکل آیا جس سے ہمارے امام مہدیؑ اور فرقہ مہدویہ پر
کوئی زد نہ پڑ سکی کیونکہ ہمارے امام موصوف نہ زمانہ حال
سے تعلق رکھتے ہیں نہ زمانہ استقبال سے وہ تو زمانہ ماضی سے
تعلق رکھتے تھے جن کو پانسو برس کا زمانہ گزر گیا ہے۔

آج سے چند سال پہلے بھی ایک واقعہ پیش آیا ہے اس کا تذکرہ
مختصراً یہ ہے کہ سید مسیح صاحب نے جن کے آباؤ اجداد مہدوی
تھے مگر وہ خود اس مذہب سے الگ ہو گئے ان کا سوال اسی
حدیث سے متعلق تھا۔ جس میں قسطاً و عدلاً کے الفاظ آئے
ہیں۔ جس کا جواب اس پرچہ میں آچکا ہے اگر وہ پرچہ موجود
ہو تو اس جواب کو ملا کر دیکھا جا سکتا ہے اس میں بھی ایڈیٹر
صاحب نے سخت لہجہ اختیار کیا تھا اور مطلب یہ تھا کہ فرقہ
مہدویہ کو فرشتے اس طرح ماریں گے کہ چھٹی کا دودھ یاد
آجائے گا۔ اگر ایڈیٹر صاحب اہل سنت سے ہیں تو اپنا انتقام
خود دیکھ لیں کہ وہ آیندہ آنے والے اپنے ہی امام مہدی
پر خود اپنے قلم سے ایک لعنتی زد لگا چکے جس سے
ایڈیٹر صاحب کو چھٹی کا دودھ یاد آجانا تعجب
کی بات نہیں۔

اعتراضات کے علمی جوابات کے بعد بعض مسلمہ
بزرگوں کی پیشین گوئیاں لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا
ہے جو امامنا علیہ السلام پر صادق آتی ہیں۔

(۱) نعیم بن حماد نے محمد بن الحنیفہ سے روایت کی ہے۔

قال كنا عند علیؓ فسأله رجل عن المهدی فقال هیهات ثم عقد بیده تسعاً فقال ذالك یخرج فی آخر الزمان۔

محمد بن حنیفہ رضہ کہتے ہیں کہ ہم علیؓ کے پاس تھے ایک شخص مہدیؑ کے بارہ میں پوچھا فرمایا بہت دور ہے پھر آپ نے ہاتھ پر نو کا عقد کیا فرمایا وہ آخر زمانہ میں نکلیں گے۔

عقد انامل کی صورت یہ ہے کہ اس میں احاد۔
عشرات۔ مات والوف یعنے اکائیاں۔ دہائیاں۔
سینکڑے ہزاروں ایسے امتیاز کے ساتھ انگلیوں پر جس
سے ہر عدد علیحدہ علیحدہ سمجھا جاتا ہے وہ عقود یعنے
اشارات ہیں جو سیدھے اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں مقررہ
مقامات خاص ترکیب وضع کے ساتھ رکھنے سے حاصل
ہوتے ہیں مثلاً سیدھے ہاتھ کی انگلیاں خنصر بنصر وسطی
سے نو تک اکائیاں بنتی ہیں۔ سیدھے ہاتھ کی دو انگلیاں
سبابہ اور ابہام سے عشرات یعنے دس سے نوے تک
دھائیاں برآمد ہوتی ہیں اس کے مقابل بائیں ہاتھ میں

انہی مقامات پر یہی اشارات بنانے سے بجائے عشرات
و آحاد کے الوف و مأت یعنی ایک ہزار سے نو ہزار
اور ایک سو سے نو سو تک اعداد حاصل ہوتے ہیں۔
اس تفصیل سے ظاہر ہو رہا ہے کہ نو کے عقد چار
ہیں مثلاً (۹)۔(۹۰)۔(۹۰۰) (۹۰۰۰) یہ اعداد سیدھے
اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے مقامات بدلنے سے بدلتے
جاتے ہیں۔

چونکہ روایت میں یہ صراحت نہیں ہے کہ جناب
علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے جس عقد انامل کا اشارہ
فرمایا تھا وہ سیدھے یا بائیں ہاتھ کی کونسی انگلیوں
سے ظاہر کیا تھا۔ اس روایت میں یہ ابہام ہے کہ
امام علیہ السلام کے ظہور کا نو یا نود سال میں اشارہ کیا گیا
ہے یا نو سو یا نو ہزار سال میں پس یہاں درایت سے
کام لینے کی ضرورت سے ان چار احتمالات میں سے کونسی
صورت قرین قیاس ہو سکتی ہے پہلی دو صورتیں مراد لینا
صحیح نہیں ہے کہ خود روایت میں ہیہات یعنی بُعدٌ (دور ہے)
کے الفاظ موجود ہیں اور نو یا نود سال اتنی قریب مدتیں ہیں
کہ ان پر ہیہات کا لفظ صادق نہیں آتا اس کے علاوہ روایت
میں یخرج فی آخر الزمان کے الفاظ بھی ہیں یعنے امام علیہ السلام
کا ظہور آخر زمانہ میں ہونے کی صراحت موجود ہے اس سے صاف
ظاہر ہے کہ نو سال یا نود کی قلیل مدت پر آخر زمانہ کا اطلاق

کسی طرح درست نہیں بر بنائے ہم وہ مدت منقضی ہو چکی اور اس
مدت میں امام علیہ السلام کا ظہور بھی نہیں ہوا اس لئے
یقیناً معلوم ہو گیا کہ حضرت امیر المومنین نے جو اشارہ
کیا تھا وہ نو اور نود کا عقد نہیں تھا اب رہے نو سو اور نو
ہزار کے احتمالات ان میں سے نو ہزار کے عدد کا احتمال
بدرجۂ یقین ساقط ہے کیونکہ وقت خبر کے بعد سے نو ہزار سال
مراد ہوں یا سنہ نو ہزار ہجری دونوں احتمال بھی صحیح نہیں
ہو سکتے کیونکہ احادیث میں دنیا کی مدت سات ہزار برس
بتائی گئی ہے اس لئے وہ عقد انامل نو ہزار کا نہیں ہو سکتا
صرف نو سو کا عقد باقی رہ گیا اس لئے نو سو پر ظہور
مہدی کا یقین ہو سکتا ہے اور یہ بات بھی امامنا علیہ السلام
پر بالکلیہ صادق آتی ہے کیونکہ آپ ۸۴۷ھ میں پیدا ہوئے
اور ۹۱۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

(۲) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے تحریر فرمایا کہ مہدی
(خ ف ج) ہجری سے گزرنے کے بعد آئیں گے ان حروف سے ان کے
مسمیات مراد ہیں (هی الخا - الفا - الجیم) = ۸۴۳
۸۴ + ۱۱۲ + ۶۳۲ + ۱۵

ان اعداد سے اشارہ ہے کہ مہدی علیہ السلام (۸۴۳)
کے بعد پیدا ہوں گے امامنا علیہ السلام بلاشک ان اعداد کے
بعد (۸۴۷) میں پیدا ہوئے ہیں۔ اگر خ ف ج کے مسمیات
مراد نہ ہوں بلکہ بقاعدہ علم حروف عمل کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ

(ش ح ف ج) کے اعداد (۶۸۳) کو ۴/۳ سے ضرب دیں تو
۶۸۳ × ۴ = ۲۷۳۲ ÷ ۳ = ۹۱۰ خارج قسمت ہوں گے
یہی اعداد امامنا علیہ السلام کا سنہ وفات ہے۔

(۳) تحفۃ النصائح میں شاہ راجو قتال کا ایک قول
آیا ہے کہ مہدی دسویں صدی میں خروج کریں گے۔

(۴) بہجت التواریخ میں شکر اللہ بن شہاب الدین نے نویں
صدی میں مہدی موعود کا ظہور بتایا ہے یہ اس وجہ سے صحیح ہے کہ
امامنا مہدی علیہ السلام ۸۴۷ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔

جب علمائے اسلام نے یہود و نصاریٰ کے اقوال کو رسول اللہ
صلعم کی بعثت میں واقعات کے مطابق ہونے کی وجہ سے حجت تسلیم
کی ہے تو مسلم بزرگوں کے اقوال جو امامنا علیہ السلام کے حالات
سے مطابق کیوں نہ حجت ہوں۔

رسالہ ہذا میں اب تک جو کچھ مہدیت امامنا علیہ السلام کے
ثبوت سے بحث ہوئی ہے وہ سب آپ کے ان ذاتی اور بعض صفی
آثار و علامات سے متعلق تھی جو احادیث نبوی میں وارد ہیں مگر
بعض لوگ ایسی پیشین گوئیوں سے شبہات پیدا کرتے ہیں جو وجود
امام مہدی سے غیر متعلق ہیں مثال کے طور پر ہم دو تین باتیں یہاں لکھ دینا
مناسب سمجھتے ہیں۔

اولاً یہ کہ علامات قیامت کو علامات امام مہدی تصور کرکے
مہدویہ سے پوچھتے ہیں یہ علامات حضرت سید محمد جونپوری سے پہلے یا بعد کب
ظہور میں آئی مثلاً صحیح مسلم میں ایک علامات یہ بیان کی گئی ہے کہ قیامت
اس وقت تک نہیں آئیگی کہ دریائے فرات خشک ہوکر اس میں سے سونے
کا پہاڑ نہ نکلے لوگ اس پر قتال کریں گے فیصد ننانوے آدمی مارے جائیں گے
اس حدیث کو امام مہدی کے ظہور سے کوئی تعلق نہیں یہ علامت قیامت کے
علامات سے ہے یہ حدیث مرفوع یا رسول اللہ صلعم کا فرمان مبارک ہے
اس لئے اس کا وقوع ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ قریب قیامت اس کا
ظہور ہو جائے اس علامات کو امامنا مہدی علیہ السلام سے متعلق کرنا کسی
طرح صحیح نہیں کیونکہ جب مسلم میں امام مہدی کا ہی ذکر نہیں ہے تو آپ سے
قبل یا بعد کے واقعہ کا ذکر کیسے آسکتا ہے۔

ثانیاً قرن ذی السنین کا نکلنا یہ ایک ستارہ ہے جو مشرق سے
نکلیگا جس کی صورت گائے کی سینگ کی سی ہوگی نعیم بن حماد نے اس کو
کتاب الفتن میں لکھا ہے کہ یہ ستارہ طوفان نوح کے وقت ابراہیم علیہ
السلام کے آگ میں ڈالے جانے اور قوم فرعون کے غرق ہونے یحییٰ بن زکریا کی
شہادت کے وقت نکلا تھا اب مہدویہ سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ کے امام کے
زمانہ میں کیوں نہیں نکلا لوگوں کا اتفاق معلوم ہوا کہ وہ اس ستارہ کے ظہور
کو امام مہدی سے متعلق کرتے ہیں حالانکہ یہ علامت قیامت کے علامات سے ہے
اس کو امام مہدی سے کوئی تعلق نہیں یہ ایک مرسل حدیث ہے نہ کہ حدیث مرفوع

ثالثاً نفس ذکیہ کے قتل کے واقعہ کو مہدویہ سے دریافت کیا جاتا ہے
کہ آپ کے مہدی موعود سے پہلے ظہور میں آیا تھا یا نہیں اس واقعہ کو بھی نعیم

بن حماد نے لکھا ہے۔ تاریخ اسلام میں ایک نفس ذکیہ کے قتل کا
واقعہ ابو جعفر منصور کے زمانہ میں ہو چکا۔ یہ جو بد نفس ذکیہ کون ہیں
جن کے قتل کے واقعہ کا انتظار کیا جا رہا ہے گویا یہ واقعہ قیامت کے
قریب اہل سنت کے اعتقاد کے موافق ہونے والا ہے جبکہ نزول عیسیٰ بھی ہو
اس قسم کے بہت سارے روایات پیش کر کے شبہات پیدا کئے جاتے ہیں۔
جو غیر ضروری ہیں ہم نے ان تمام روایات کو رسالہ کشف الاوہام میں لکھ دیا
ہے جو عنقریب شائع ہو گا۔ علاوہ اس کے رسالہ حدیث امام در اثبات
امام علیہ السلام بھی تیار ہے جس میں امام علیہ السلام کا ثبوت اصول
منطق سے دیا گیا ہے۔

حیدرآباد آندھراپردیش

کے

حسب ذیل مقامات پر رسالہ ہذا مل سکتا ہے

(۱) مکتبہ نشأۃ ثانیہ معظم جاہی مارکٹ۔

(۲) جناب محمد قاسم صاحب کلاتھ مرچنٹ پتھر گٹی اسٹیٹ بنک

(۳) سکندر پریس کمان چھتہ بازار۔

(۴) بمکان مولف صاحب رسالہ ہذا

محلہ چنچل گوڑہ ہوز نمبر ۱۶-۳-۶۴۹

قیمت رسالہ ۶۲ پیسے

محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

سکندر پریس